کشف المحجوب عن أحکام الکسوف والخسوف

سورج گرہن اور چاند گرہن

اسلامی نقطۂ نظر سے

مؤلف

محمد خالد خان قاسمی

استاذ جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

عناوین **صفحہ**

حضرت مولانا مفتی فہیم الدین صاحب استاذ دار العلوم دیوبند
حضرت مولانا فرید الدین صاحب استاذ دار العلوم (وقف)
دیوبند
تمہید
کسوف وخسوف کا مقصد کیا ہے؟
کسوف وخسوف کے سلسلہ میں اہل جاہلیت کا عقیدہ
مذکورہ حدیث کی تشریح
نجوم پرستوں کی تردید
کسوف وخسوف کے سلسلہ میں ہندوؤں کی عجیب وغریب روایت
گرہن کے وقت ہندوؤں کے رواج اور خیالات
یورپ اور چین والوں کی روایت
کسوف وخسوف کا سبب سائنس کی روشنی میں
کسوف وخسوف کا حساب مقرر ہے
ایک روایت کے سلسلہ میں ابلیس قادیان کی تلبیس

ملحدین کا اعتراض اور اس کا جواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی عثمانی دامت برکاتہم فرماتے ہیں

نماز کسوف اور خسوف کی حکمتیں

پہلی حکمت

دوسری حکمت

تیسری حکمت

چوتھی حکمت

پانچویں حکمت

چھٹی حکمت

سائنس کی روشنی میں کسوف وخسوف کا وقت بڑا نازک ہوتا ہے

گرھن کے وقت کیا کریں؟

احادیث مبارکہ

(۱) نماز

(۲) دعا

(۳) صدقہ وخیرات

(۴) توبہ واستغفار

(۵) ذکر

نماز کسوف وخسوف کے احکام

کیا نماز کسوف و خسوف قرآن مجید سے ثابت ہے؟

نماز کسوف و خسوف کی مشروعیت اور حکم

وقت

یہ نماز سری ہے یا جہری؟

کیا اس نماز میں متعدد رکوع ہیں؟

کیا اس نماز میں خطبہ مسنون ہے؟

اس نماز کے لئے غسل مستحب ہے

اذان و اقامت نہیں

نماز کسوف (سورج گرہن کی نماز) با جماعت مستحب ہے

اگر امام حاضر نہ ہو تو؟

کہاں پڑھی جائے؟

امامت کون کرے؟

کتنی رکعتیں پڑھی جائیں؟

طویل قراءت کی جائے

رکوع و سجدے بھی طویل ہوں

افضل طریقہ

دعا کا طریقہ

مکروہ اوقات میں نماز نہیں

اس نماز کی قضاء نہیں

ان صورتوں میں نماز پڑھی جائے گی

مغرب تک بھی گرہن ختم نہ ہو تو ؟

اس نماز پر نماز جنازہ مقدم ہے

نماز خسوف (چاند گرہن کی نماز) تنہا پڑھی جائے گی

یہ نماز عورتوں پر بھی ہے

جب بھی کوئی حادثہ پیش آئے تو نماز مستحب ہے

کسوف و خسوف سے متعلق چند فتاوی

سورج گرہن اور حاملہ عورت

سورج و چاند گرہن کے وقت حاملہ جانوروں کے گلے سے رسیاں نکالنا

گرہن کے وقت کھانے پینے کا حکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التقریظ

حضرت مولانا مفتی فہیم الدین صاحب دامت برکاتہم

شارح بخاری واستاذ دارالعلوم دیوبند

حامداً ومصلیاً أما بعد:

سورج گرہن اور چاند گرہن سے متعلق اس قیمتی رسالے کو میں نے از اول تا آخر پڑھا اور اس کے مضامین ومشمولات سے استفادہ کیا، رسالے کو پڑھنے کے بعد اس بات کا اندازہ ہوا کہ فاضل نوجوان، محترم مولانا خالد خان نے اس کی تصنیف وترتیب میں بڑی عرق ریزی اور جاں فشانی سے کام لیا ہے۔

یہ رسالہ اپنے موضوع پر بہ حسن وخوبی حاوی ہے اور اس کے تمام گوشوں کو جامع ہے؛ اس میں کسوف وخسوف کے تعلق سے مختلف مذاہب اور اہل مذاہب کے بے بنیاد افکار وخیالات کا جائزہ لینے کے بعد، اسلامی نقطۂ نظر کو بیان کیا گیا ہے؛ اس طرح یہ ایک تقابلی مطالعہ بھی ہے، پھر جیسا کہ معلوم ہے کہ کسوف وخسوف کے بعض مسائل میں فقہی اختلاف بھی ہے، مولانا موصوف نے اس پر بھی سیر حاصل گفتگو کی ہے، اس جہت سے یہ ایک فقہی بحث وتحقیق بھی ہے، اسی طرح اس میں کسوف وخسوف کے موقع پر مطلوب اعمال کی ترغیب دی گئی ہے اور منکرات سے اجتناب پر زور دیا گیا ہے؛ اس پہلو سے یہ ارشاد واصلاح اور وعظ ونصیحت کا مجموعہ بھی ہے: الغرض! رسالہ اپنے

موضوع پر ایک جامع ومکمل تحریر وتحقیق ہے، جس میں ہر پہلو پر کافی وشافی بحث کی گئی ہے۔

مصنفِ محترم کو یہ سعادت حاصل ہے کہ وہ مشہور ومعروف دینی درس گاہ: جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم بنگلور میں مدرس ہیں اور اپنے علمی وتحقیقی کاموں کو جامعہ کے عالی مقام بانی ومہتمم، عارف باللہ، مشہور مصنف ومحقق، محدث وفقیہ حضرت مفتی محمد شعیب اللہ خان مفتاحی دامت برکاتہم کی زیر سرپرستی وزیر نگرانی انجام دے رہے ہیں؛ بل کہ یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ موصوف محترم -اوران کی مانند دیگر متعدد فضلاء- کی تمام تر علمی وتحقیقی سرگرمیاں، حضرت والا دامت برکاتہم ہی کے علمی ذوق وتحقیقی مزاج کا فیض وپرتو ہے۔

یہ تحریر مولانا موصوف کا اولین علمی نقش نہیں ہے؛ آپ کے باتوفیق وکامیاب قلم سے متعدد کتابیں معرض وجود میں آکر پذیرائی حاصل کر چکی ہیں، امید ہے کہ یہ کتاب بھی خوب پسند کی جائے گی؛ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس کو امت کے لیے نافع اور مفید بنائے اور مصنف کے حق میں ذخیرۂ آخرت بنائے، آمین، ثم آمین۔

محمد فہیم الدین بجنوری

خادم تدریس دار العلوم دیوبند

۱۵صفر ۱۴۳۶ھ ۹دسمبر ۲۰۱۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التقریظ

حضرت مولانا فرید الدین صاحب دامت برکاتہم
استاذ دار العلوم دیوبند وقف

نحمده ونصلی ونسلم علی أشرف الأنبياء والمرسلين، أما بعد

تصنیف وتالیف کا وصف امت مسلمہ کے اندر عہد اول سے آج تک موجود ہے، اور ان شاء اللہ تا صبح قیامت یہ سلسلہ قائم رہے گا، رب کائنات نے اس امت کے علماء کو دولت علم کے ساتھ اشاعت حق وترویج کا ملکہ عطا فرمایا ہے، اور بحمد اللہ یہ وصف موجودہ دور میں ہندوستان کے اندر بہ کمال رب قدیر نے علماء وفضلائے دیوبند کو بخشا ہے۔ **فلله الشكر والحمد لهذه النعمة الجلية**

اس وقت میرے سامنے ''کسوف وخسوف اسلامی نقطۂ نظر سے'' نامی کتاب ہے، جس کو محترم مولانا خالد صاحب قاسمی حفظہ اللہ نے بڑی محنت سے مرتب کیا ہے، کسوف وخسوف سے متعلق جو حدیث شریف وارد ہے، اس کی تشریح نہایت مدلل ومستند ہے، عزیز موصوف نے اس مسئلہ سے متعلق دور جاہلیت کے جو عقائد عرب میں رائج تھے اور ہندوستان وچین تک کے نظریات تک کو مستند کتابوں سے واضح کر کے کتاب وسنت سے اس کی تردید کی ہے، اسی طرح مسلمانوں میں غلط رواج وخیالات

کا ابطال کر کے کتاب وسنت کی روشنی میں اہل اسلام کو کیا کرنا چاہئے اور کس طرح انابت الی اللہ کریں اور اس کی حکمت کیا ہے، موصوف نے ان تمام چیزوں کو موضح کر دیا ہے، اختتام میں دعا ہے کہ اللہ جل شانہ شرف قبولیت سے نواز کر عامۃ المسلمین کے لئے نافع بنائے، اور صاحب تصنیف کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے، اور ساتھ مزید علمی خدمت کو توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم

.

العبد

فرید الدین القاسمی غفرلہ ولوالدیہ

خادم تدریس دار العلوم دیوبند وقف

۶ر فروری ر ۲۰۱۳ء

۲۴ ر ربیع الاول ر ۱۴۳۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

ألحمد لله كفى وسلام على عباده الذين اصطفى أما بعد.

اللہ جل شانہ اپنے بندوں پر بے حد مہربان ہیں، اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے کہ میرے بندے ہلاک و برباد ہو جائیں؛ اسی لئے انبیاء ومرسلین کو مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعہ لوگوں کو راہ حق پر آنے کی دعوت وترغیب دی اور جو راہ حق پر آجائے، اس کو جنت اور اپنی رضا کی بشارت سنائی اور جو اس راہ سے مکر جائے اس کو جہنم اور اپنی ناراضگی سے ڈرایا اور ساتھ ساتھ ان انبیاء ومرسلین پر کتب وصحائف بھی نازل فرمائے اور ان میں اپنے بندوں کے لئے احکام کے ساتھ عبرت خیز ونصیحت آمیز واقعات اپنی قدرت وجلالت اور اپنی محبت ورحمت کا بھی ذکر کیا، جو ایک حق جو کے لئے کافی وافی ہے؛ مگر ان سب کے باوجود اللہ تعالیٰ گاہ بگاہ، موقع بموقع، وقتاً فوقتاً اپنی آیات ونشانیاں مسلسل ظاہر فرماتے رہتے ہیں؛ تا کہ عقل رکھنے والے ان واقعات اور حادثات سے عبرت وموعظت حاصل کریں اور راہ حق کو اپنا کر اپنی کجروی سے توبہ کریں اور اس قہار اور جبار ذات سے ڈریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا نُرْسِلُ بِالآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا﴾

(اور ہم نشانیاں ڈرانے ہی کے لئے بھیجتے ہیں)

(سورۃ اسراء: ۵۹)

اس آیت کے ذیل میں علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ:

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں: اللہ تبارک وتعالی آیات ونشانیوں کے ذریعہ ڈراتے ہیں تاکہ وہ عبرت ونصیحت حاصل کریں اور اللہ تعالی کی طرف رجوع کریں۔ یہ واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کوفہ میں ایک دفعہ زلزلہ آیا تو آپؓ نے فرمایا: تمہارا پروردگار تمہیں سرزنش کررہا ہے؛ لہذا اسے منالو۔ ایسے ہی مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کئی دفعہ زلزلہ کے جھٹکے ہوئے تو فرمایا کہ: بخدا تم نے کچھ کیا ہے، (جس کی وجہ سے یہ جھٹکے ہورہے ہیں) اگر دوبارہ جھٹکا ہوا تو تمہیں سخت سزا دوں گا۔

(دیکھئے: تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۶۸)

بہرحال اللہ تعالی نشانیاں اس لئے بھیجتے ہیں تاکہ بندے خوف کھاکر سنبھل جائیں، ان ہی آیات ونشانیوں میں سے کسوف وخسوف (سورج گرہن اور چاند گرہن) بھی ہیں، جن کے ذریعہ سے اللہ تعالی اپنے بندوں کو اپنی قدرت قاہرہ سے ڈراتے ہیں؛ تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں۔ اللہ تعالی نے اپنی غایت رحمت سے ایسے موقعوں پر اپنے غضب اور پکڑ سے بچنے کے لئے کیا کرنا چاہئے، اس کو بھی اپنے انبیاء کے ذریعہ بتادیا ہے؛ تاکہ ان اعمال کو اختیار کرکے اللہ تعالی کے غضب اور پکڑ سے بچ جائیں، چنانچہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث شریفہ میں کسوف وخسوف کے سلسلہ میں تفصیلی ہدایات دی ہیں کہ اس موقع پر کیا کرنا چاہئے اور ساتھ ساتھ خود بھی عمل کرکے عملی نمونہ بھی چھوڑا ہے۔ اس رسالہ میں ہم کوشش کریں گے کہ کسوف وخسوف سے متعلق ضروری احکام واعمال اور اس سلسلہ کی دیگر ضروری تفصیلات پیش کریں۔ واللہ الموفق والمعین

کسوف وخسوف کا مقصد کیا ہے؟

سب سے پہلے یہ جاننا چاہیے کہ کسوف وخسوف کا شرعی مقصد بندوں کو ڈرانا ہے۔ چنانچہ احادیث شریفہ میں صراحۃً اللہ کے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: کسوف وخسوف اللہ کی نشانیاں ہیں، جن سے اللہ جل شانہ اپنے بندوں کو ڈراتے ہیں۔ ایک حدیث شریف میں ہے:

إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله لاينكسفان لموت أحد ولكن الله تعالى يخوف بهما عباده.

(بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، جنہیں کسی کے مرنے کی وجہ سے گہن نہیں لگتا؛ بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتے ہیں)

(بخاری:۱/۱۴۳)

اور خود آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا بھی یہی حال تھا کہ جب کسوف اور خسوف یا اور کوئی حادثہ پیش آتا تو گھبرا جاتے اور اللہ تعالی کی طرف رجوع وانابت فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ کے دور میں جب سورج گرہن پیش آیا تو گھبرا اٹھے جیسے قیامت قائم ہو چکی ہو؛ چنانچہ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

خسفت الشمس فقام النبي صلى الله عليه وسلم فزعاً يخشى أن تكون الساعة فأتى المسجد فصلى بأطول قيام وركوع وسجود مارأيته قط يفعله وقال: هذه الآيات التي يرسل الله لا تكون لموت أحد ولا لحياته ولكن

يخوف الله بها عباده فإذا رأيتم شيئاً من ذلك فافزعوا إلى ذكره ودعائه واستغفاره.

(ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا تو نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ گھبرا کر کھڑے ہوئے، آپ کو اندیشہ ہوا کہ قیامت قائم ہو جائے، پس مسجد تشریف لائے اور طویل قیام اور طویل رکوع وسجدے کے ساتھ ایسی نماز پڑھی کہ اس سے پہلے میں نے آپ کو نہیں دیکھا تھا، پھر آپ نے فرمایا کہ یہ نشانیاں، جنہیں اللہ تعالی بھیجتے ہیں کسی کی موت وحیات کی وجہ سے رونما نہیں ہوتیں؛ بلکہ اللہ تعالی ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتے ہیں۔ جب تم ان میں سے کسی چیز کو دیکھو تو اللہ تعالی کے ذکر، اس سے دعا مانگنے اور استغفار کی طرف لپکو۔)

(بخاری:۱/۱۴۵، مسلم:۱/۲۹۶)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم فانكسفت الشمس فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم يجر ردائه حتى دخل المسجد.

(ہم رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر تھے، پس سورج گرہن ہوا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے کھڑے ہوئے یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہوئے۔)

(بخاری:۱/۱۴۱)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کسوف وخسوف کے موقع پر اللہ تعالی سے خوف

کھانا چاہئے اور اس کی قدرت اور جلالت و کبریائی کا تصور کر کے اس کی جناب میں گڑگڑانا چاہئے ،اس موقع پر ڈرنا اس لئے چاہئے کہ اس سے قیامت کی یاد تازہ ہوجاتی ہے؛اس لئے کہ جس طرح اس موقع پر کچھ دیر کے لئے چاند سورج بے نور ہوجاتے ہیں، اسی طرح قیامت کے دن بھی ہمیشہ کے لئے چاند سورج بے نور ہوجائیں گے،تو ایک مومن و مسلمان جو اللہ تعالی کی قدرت پر ایسے ہی قیامت کے وقوع پر یقین کامل رکھتا ہے، اس موقع پر"الشیء بالشیء یذکر" کے تحت قیامت کے اس ہولناک منظر کو جس میں چاند و سورج جیسی عظیم مخلوقات بے نور ہوجائیں گی یاد کر کے اللہ تعالی سے خوف زدہ ہوجاتا ہے،ایسے ہی یہ بات بھی قابل غور ہے کہ چاند سورج اللہ تعالی کی مخلوقات میں سے بڑی اور عظیم الشان مخلوقات ہیں، جب یہ بھی اللہ تعالی کی قدرت کے سامنے بے بس و مجبور ہوں کہ اللہ تعالی جب چاہے ان کو روشن کردیں اور جب چاہے بے نور کردیں تو ایک مومن کا دل خوف زدہ ہوجاتا ہے کہ جب اتنی بڑی مخلوقات بے بس ہیں تو ہما شما کا کیا کہنا۔الغرض کسوف وخسوف اللہ تعالی کی نشانیاں ہیں، جن سے اللہ تعالی اپنے بندوں کو ڈراتے ہیں؛لہذا اس موقع پر اللہ جل جلالہ کی عظمت و کبریائی کو یاد کر کے اور اپنی بے بسی اور ذلت کا احساس پیدا کر کے ڈرنا چاہئے۔اوجز المسالک میں ہے:

قال ابن العماد:سبب كسوف الشمس تخويف العباد بحبس ضوئها ليرجعوا،فإن هذه النعمة إذا حبست لم ينبت زرع ولم يحصل له نضج.

(ابن عماد رحمہ اللہ کہتے ہیں: سورج گرہن کا سبب و مقصد اس کی روشنی کو روک کر بندوں کو ڈرانا ہے؛ تاکہ وہ (اپنے کرتوتوں سے) باز

آجائیں، اس لئے کہ یہ نعمت اگر روک لی گئی تو کھیتیاں نہ اگیں گی اور نہ ہی پکیں گی۔)

(أوجز المسالک: ۴/۴۴)

کسوف وخسوف کے سلسلہ میں اہل جاہلیت کا عقیدہ

اوپر کی احادیث میں اور دیگر احادیث میں جو آگے آرہی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ کسوف وخسوف کسی کی موت وحیات کی وجہ سے پیش نہیں آتے اس میں دراصل آپ علیہ السلام نے اہل جاہلیت کے ایک باطل عقیدہ کی تردید فرمائی ہے، وہ یہ ہے کہ اہل جاہلیت کا کسوف وخسوف کے سلسلہ میں یہ عقیدہ تھا کہ کسی بڑے آدمی کی موت یا ایسے ہی کسی عظیم واقعہ کے رونما ہونے کے وقت یہ پیش آتے ہیں تو آپ علیہ السلام نے اس کی تردید فرمائی، اس تردید کا سبب یہ بنا کہ آپ علیہ السلام کے لڑکے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن کسوف پیش آیا تو گویا اس سے ان کے اس باطل عقیدہ کی بظاہر تائید ہورہی تھی۔ چنانچہ بعض حضرات نے یہ کہا بھی کہ یہ کسوف حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت کی وجہ سے پیش آیا۔ مسلم شریف کی روایت میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”انکسفت الشمس علی عهد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یوم مات إبراهيم بن رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال الناس إنما انكسفت الشمس لموت إبراهيم.“

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن سورج کو گرہن لگا تو لوگوں نے

کہا کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے سورج کو گرہن لگا۔)

(مسلم:۱/۲۹۷)

اسی طرح مسند احمد میں حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی ہے اور نسائی میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

”ثم قال إن أهل الجاهلية كانوا يقولون أن الشمس والقمر لا ينكسفان إلا لموت عظيم من عظماء الأرض“

(پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جاہلیت کہتے تھے کہ سورج اور چاند دنیا میں سے کسی بڑے آدمی کی موت پر گہناتے ہیں۔)

(نسائی:۱/۱۶۷)

لہذا آپ علیہ السلام نے اس باطل عقیدہ کی تردید فرمائی کہ کسی کی موت وحیات یا کسی اور واقعہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ چاند سورج اللہ کی نشانیاں ہیں، اللہ جل شانہ اپنے بندوں کو ڈرانے کے لئے ان کو گرہن لگاتے ہیں۔

مذکورہ حدیث کی تشریح

شیخ الاسلام علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے مفتاح دارالسعادۃ میں فرمایا کہ حدیث کے جملہ ”لاینکسفان لموت أحدو لالحیا تہ“ کے سلسلہ میں دو قول ہیں:

ایک یہ ہے کہ کسی آدمی کی موت وحیات سورج گہن اور چاند گہن کا سبب نہیں ہوتی، جیسا کہ عرب کے جہلاء کہا کرتے تھے کہ کسی بڑے آدمی کی موت یا پیدائش کی وجہ سے سورج گہن اور چاند گہن ہوتے ہیں: لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلط عقیدہ کا ابطال کیا اور بتایا کہ کسی

کی موت وحیات سورج وچاند کے گرہن میں اثر انداز نہیں ہوتے۔

دوسرا یہ ہے کہ سورج گہن اور چاند گہن کی وجہ سے کسی کی موت وحیات واقع نہیں ہوتی، بلکہ اس سے تو بندوں کو ڈرانا مقصود ہے۔

(مفتاح دار السعادۃ:۳/۲۱۳)

نجوم پرستوں کی تردید

یہاں اس کا ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض نجوم پرستوں نے گرہن کے موقع پر نماز اور خوف کی شریعت اسلامیہ نے جو تعلیم دی ہے، اس سے اپنے باطل عقیدہ کو ثابت کرنے کی بے جا کوشش کی ہے کہ چاند سورج اور دیگر ستارے نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں؛ اسی وجہ سے تو اس موقع پر خوف کھانے کی تعلیم دی گئی ہے، حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی عظیم الشان تصنیف "مفتاح دار السعادۃ" میں اس کا ذکر کرکے اس کی تردید کرتے ہوئے انہیں نجوم پرستوں سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تمہارے موافق نہیں بلکہ تمہارے خلاف بڑی دلیل ہے، ملاحظہ ہو:

"وهومن أعظم الحجج على بطلان قولكم ، فإنه صلی اللہ علیہ وسلم أخبر أنهما آيتان من آيات الله وآيات الله لا يحصيها إلا الله،فالمطر والنبات والحيوان والليل و النهار والبر والبحر والجبال والشجرو سائر المخلوقات آياته تعالى الدالة عليه وهي في القرآن أكثر من أن نذكرها هاهنا ، فهما آيتان لاربان والهان ولاينفعان ولايضران ولا لهماالتصرف فی أنفسهما و ذواتهما ألبتة،فضلا عن

إعطائهما كل مافي العالم من خير و شر و صلاح وفساد ، بل كل مافيه من ذراته وأجزائه وكلياته وجزئياته له تعالى الله عن قول المفترين المشركين علواً كبيراً.

(یہ حدیث آپ لوگوں (یعنی نجومیوں) کے قول کے باطل ہونے کی بڑی دلیل ہے؛ اس لئے کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ، اور اللہ کی نشانیوں کو سوائے اللہ کے کوئی شمار نہیں کرسکتا، پس بارش، نباتات، حیوانات، دن ورات، خشکی وسمندر، پہاڑ، درخت اور تمام مخلوقات اللہ تعالی کی نشانیاں ہیں جو اس کا پتہ دیتی ہیں، اور اس طرح کی نشانیاں قرآن پاک میں بے شمار ہیں، بہرحال یہ دونوں (اللہ تعالی کی ربوبیت والوہیت) کی نشانیاں ہیں۔ وہ خود رب اور معبود نہیں ہیں، اور نہ ہی یہ کسی کو نفع دے سکتی ہیں نہ نقصان اور نہ ہی وہ اپنی ذات میں تصرف اور خرد برد کا اختیار رکھتی ہیں، چہ جائے کہ وہ عالم کی ہر ہر شئی کو خیر وشر اور صلاح وفساد دینے پر قادر ہوں، بلکہ دنیا کا ذرہ ذرہ اور اس کی ہر چھوٹی بڑی چیز اسی کے قبضہ قدرت میں ہے، اللہ تعالی کی ذات افترا پرداز مشرکین کی افترا پردازی سے بالاتر ہے"۔)

(مفتاح دار السعادة: ۳/۲۱۳)

خلاصہ یہ ہے کہ چاند وسورج کو گرہن لگنا خود ان کے بے بس وبے اختیار ہونے بلکہ عاجز ولاچار ہونے کی دلیل ہے ، اور اس موقع پر عبادات کی مشروعیت خوف خداوندی کی بنیاد پر ہے ، جس خدا نے کہ ان میں گرہن کو برپا کرکے ان کی

روشنی کو غائب کر دیا۔ فاعتبروا یاأولی الأبصار

کسوف وخسوف کے سلسلہ میں ہندوؤں کی عجیب وغریب روایت

اہل جاہلیت کا عقیدہ بیان کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں ہندوؤں اور اہل چین اور یورپ کے عقائد اور رواج بھی بیان کردئے جائیں جن کو حضرت مولانا عبدالاحد صاحب اپنی کتاب ''قمر و معجزۂ شق القمر'' میں لکھا ہے۔

آپ لکھتے ہیں:

''ہندوؤں کا خیال ہے کہ آب حیات یعنی ''امرت'' کا جوہر سمندر کی وسعتوں میں پھیلا ہوا ہے، اس کو حاصل کرنے کے لئے ایک مرتبہ ان کے دیوتاؤں اور دانووں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم اتنی بڑی طاقت ہونے کے باوجود کبھی نہ کبھی لقمہ اجل بن جائیں گے؛ کیوں نہ ہم اپنی مافوق الفطرت طاقتوں کو استعمال کر کے سمندروں سے امرت نکال لیں اور اس کو پی کر ''امر'' بن جائیں۔ چنانچہ دیو اور دانو اس پر متفق ہو گئے مگر وسیع وعریض سمندر سے یہ جوہر کیسے نکالا جائے، وہ تو سمندر کی ''منتھن'' یعنی بلوئے اور گھونٹے بغیر نہیں ہوسکتا، چنانچہ سمندر سے امرت نکالنے کے لئے ہمالیہ پہاڑ کو آلہ منتھن (یعنی بلاتی اور گھونٹنی) بنایا گیا اور ہمالیہ کو سمندر میں گھمانے کے لئے شیش ناگ (کالی ناگ) کو استعمال کیا گیا، اب اس سانپ کو ایک طرف سے دیوتاؤں نے اور دوسرے سرے سے دانؤوں نے کھینچنا شروع کیا، جب خوب خوب منتھن کیا تو اچانک امرت نکل آیا ''راہو'' نام کے دانو نے فوراً اس امرت کو منہ میں ڈال دیا؛ مگر ایک دیوتا نے اس کی اس خیانت اور ناانصافی کو دیکھ لیا تو

فوراً اس پر تلوار چلادی اور سر بدن سے جدا کردیا اور امرت نیچے اترنے سے پہلے اس کے گلے سے نکل گیا لیکن اس کا سر ''امر'' ہوگیا اور آسمان پر چلا گیا ہندوؤں کی مانیتا ہے کہ اسی ''راہو'' کا سر کبھی کبھی چاند سورج کھاتا ہے؛ اس لئے روشنی غائب ہوجاتی ہے مگر چونکہ سر کے ساتھ بدن نہیں ہے؛ اس لئے چاند، سورج اس کے گلے سے نکل جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ تھوڑی دیر اندھیرے کے بعد پھر اجالا ہوجاتا ہے، وہ مانتے ہیں کہ گرہن اسی سبب سے پیش آتا ہے۔ اسی واقعہ پس منظر سبب بہت سے ہندو سماج میں مختلف قسم کے باطل عقیدوں نے جنم لیا ہے۔

گرہن کے وقت ہندوؤں کے رواج اور خیالات

۱۔ چاند اور سورج گرہن کے وقت کو ہندو سماج ''اپوتر'' اور ''اشوبھ'' سمجھا جاتا ہے۔

۲۔ گھروں کے کھانے، باورچی خانے کے بچے ہوئے مسالے پھینک دیتے ہیں، مٹی کے برتن، چولھے وغیرہ توڑ ڈالتے ہیں۔

۳۔ گرہن کے وقت ہندو گھر سے باہر نکل جانے کو پسند کرتے ہیں۔

۴۔ گرہن ختم ہونے کے بعد ہندو نہاتے ہیں۔

۵۔ گرہن دیکھنے کو ہندو سماج برا سمجھتا ہے۔

۶۔ گرہن کے وقت کوئی چیز کھانے پینے سے یہ سمجھتے ہیں کہ بدن میں اس کی نحوست کا اثر پیدا ہوتا ہے۔

۷۔ گرہن کے وقت ملک کے کسی بڑے آدمی کی موت ہوتی ہے، کسی بڑے انقلاب کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔

۸۔گرہن میں چیزیں ’’اپوتر‘‘ ہو جاتی ہے،ان کو محفوظ رکھنے کے لئے گھر میں ’’دابھڑ‘‘ قسم کی گھانس لاکر رکھتے ہیں؛ تاکہ حفاظت رہے،ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ اس سے چیزوں کی نحوست نکل جاتی ہے۔

۹۔گرہن کا اثر پندرہ دن سے نوے دن تک رہتا ہے،اور ان دنوں میں کسی بڑی آفت کے آنے کا امکان سمجھتے ہیں۔

۱۰۔تاریخ فرشتہ لکھتا ہے کہ :سومنات مندر ہندوؤں کے نزدیک بڑی اہمیت رکھتا ہے ،جب کبھی سورج گرہن ،چاند گرہن ہوتا ہے تو یہاں تقریباً دولاکھ تیس ہزار آدمی جمع ہوتے ،جن میں سے بیشتر دور دراز کے علاقوں سے مرادیں مانگنے اور نذریں چڑھانے کے لئے آتے تھے۔

یورپ اور چین والوں کی روایت:

مشرکین ہند اور عرب کے خیالات چاند گہن کے سلسلہ میں ابھی ابھی آپ کے سامنے آچکے ہیں ،یورپ اور چین میں بھی چاند گرہن کے سلسلہ میں اس قسم کی داستانیں ملتی ہیں ،دارالعلوم کے کتب خانہ میں ’’انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکہ‘‘ کے ورق گردانی سے معلوم ہوا کہ چین اور یورپ چاند گہن کے سلسلہ میں ایک طاقتور بھیانک مخلوق کا عقیدہ رکھتے تھے،قارئین کی دلچسپی کے لئے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں:

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکہ ،ص۱۷۸،ج۶ میں ہے کہ قدیم زمانے میں گرہن کے بارے میں لوگ یہ خیال رکھتے تھے کہ ڈریگن یا اس قسم کے خوف ناک مخلوق چاند یا سورج کو کھا جایا کرتے تھے اور ڈریگن کا تصور چین اور یورپ میں کسی خونخوار چیز سے کیا جاتا ہے‘‘۔

(قمر و معجزۂ شق القمر: ۳۰ تا ۳۲)

کسوف وخسوف کا سبب سائنس کی روشنی میں

اہل سائنس کسوف وخسوف کا ایک سبب وعلت بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ کسوف (سورج گرہن) اس طرح پیش آتا ہے کہ چاند، سورج چکر کاٹتے کاٹتے کبھی یہ دونوں اور زمین ایک سیدھ میں آجاتے ہیں اور زمین اور سورج کے درمیان چاند حائل ہو جاتا ہے، جس سے سورج کی روشنی زمین تک نہیں پہنچتی؛ لہذا اندھیرا ہو جاتا ہے اور خسوف (چاند گرہن) کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اسی طرح چاند سورج چکر کاٹتے کاٹتے چاند، سورج اور زمین ایک سیدھ میں ہو جاتے ہیں اور زمین، چاند اور سورج کے درمیان حائل ہو جاتی ہے اور چاند کی خود اپنی روشنی نہیں ہوتی بلکہ سورج کی روشنی کا انعکاس ہوتا ہے اور جب زمین ان دونوں کے درمیان حائل ہو جائے تو سورج کی روشنی چاند پر نہیں پڑتی اور چاند بے نور ہو جاتا ہے۔ یہ کسوف وخسوف کا ظاہری سبب ہے جو سائنس دان بیان کرتے ہیں۔

(مفتاح دار السعادۃ: ۳/۲۱۳و۲۱۵)

کسوف وخسوف کا حساب مقرر ہے

اور کسوف وخسوف کا ایک حساب بھی مقرر ہے کہ کب پیش آئے گا جیسا کہ طلوع آفتاب وغروب اور ہر ماہ چاند کے نکلنے کا حساب مقرر ہے کہ تیس یا انتیس تاریخ کو طلوع ہوتا ہے اور اس میں کبھی تخلف نہیں ہوتا، اسی طرح کسوف وخسوف کا بھی حساب مقرر ہے اور اس حساب کو جاننے والے مہینوں اور سالوں پہلے بتا سکتے ہیں کہ کسوف وخسوف فلاں وقت میں پیش آئیں گے۔ چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ نے اپنے فتاوی میں اس پر بحث کی ہے ایک جگہ پر لکھتے ہیں:

”وكما أن العادة التى أجراها الله تعالى أن الهلال لايستهل إلا ليلة ثلاثين أو ليلة أحد وثلاثين،وأن الشهر لا يكون إلا ثلاثين أو تسعة وعشرين .فمن ظن أن الشهر يكون أكثر من ذلک أو أقل فهو غالط.

فكذلک أجرى الله العادة أن الشمس لاتكسف إلا وقت استسرار وأن القمر لا يخسف إلا وقت الإبدار ووقت إبداره هي الليالي البيض التي يستحب صيام أيامها : ليلة الثالث عشر والرابع عشروالخامس عشر فالقمر لا يخسف إلا في هذه الليالي.

والهلال يستسر آخر الشهر:أما ليلة أوليلتين كما يستسرليلة تسع وعشرين وثلاثين والشمس لا تكسف إلاوقت إسراره و للشمس والقمر ليالي معتادة من عرفها عرف الكسوف والخسوف كما أن من علم كم مضى من الشهر يعلم أن الهلال يطلع في الليلة الفلانية أو التي قبلها.“

(جیسے اللہ تعالی کی سنت ہے کہ تیسویں یا اکتیسویں رات ہی میں چاند طلوع ہوتا ہے ،اورمہینہ تیس دن یاانتیس دن ہی کا ہوتا ہے، اورجوکوئی یہ گمان کرے کہ مہینہ اس مدت سے زیادہ یاکم ہوتا ہے وہ غلطی پر ہے۔ایسے ہی اللہ تعالی کی یہ بھی سنت وعادت ہے کہ سورج گرہن چاند کے چھپنے کے وقت میں،اورچاند گرہن چاند کے طلوع ہونے کی

راتوں ہی میں ہوتا ہے، اور چاند کے طلوع ہونے کی راتیں ایام بیض کی راتیں یعنی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں راتیں ہیں، جن ایام میں روزہ رکھنا مستحب ہے۔ اور چاند مہینہ کے اخیر میں ایک یا دو رات چھپتا ہے، جیسے انتیسویں اور تیسویں رات اور چاند سورج کی متعین راتیں ہیں، جو انہیں جان لیتا ہے وہ چاند گرہن اور سورج گرہن کو پہچان سکتا ہے، جیسے کوئی یہ جان لے کہ مہینہ کتنا گزر گیا وہ جان لیتا ہے کہ فلاں یا اس سے پہلی رات کا چاند طلوع ہوگا۔)

(فتاوی ابن تیمیہؒ: ۲۴/ ۲۵۵)

ایک روایت کے سلسلہ میں ابلیس قادیان کی تلبیس

یہاں کسوف اور خسوف سے متعلق ایک روایت جو سنن دار قطنی میں مذکور ہے پر کلام کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں، جس کا مضمون یہ ہے کہ:

عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علي قال: ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السموات والأرض تنكسف القمر لأول ليلة من رمضان وتنكشف الشمس في النصف منه ،ولم تكونا منذ خلق الله السموات والأرض. (سنن دار قطني:)

مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانہ میں ایک رمضان میں دو گرہن پیش آئے ایک ۱۳ رمضان کو اور دوسرا ۲۸ رمضان کو تو اس نے اس روایت کو اپنی جھوٹی نبوت کی دلیل کے طور پیش کیا ہے؛ حالانکہ اولاً اس روایت کی صحت و صداقت ہی میں کلام ہے اور اگر ثابت بھی ہو جائے، تو اس سے اس نے جو دجل اور فریب دینا چاہا ہے وہ اس سے ثابت نہیں ہوتا۔

لہذا سید الاولین والآخرین،امام الانبیاء والرسل،خاتم النبیین والمرسلین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنی غلام اور آپ کے لائے ہوئے دین کا ایک ادنی سپاہی اور محافظ ہونے کی حیثیت سے اس پر کلام کر کے اس کا دجل اور فریب اور جھوٹ اور کذب واضح کرنا چاہتا ہوں۔مرزا نے اس روایت کے سلسلہ میں بہت سے دھوکے دیئے ہیں۔

لیکن چونکہ اس پر قدرے طوالت سے کلام کی ضرورت ہے،اور طویل کلام کے نتیجہ میں کتاب کے مضامین کا تسلسل ٹوٹ جائے گا،اس لئے اس مضمون کو اخیر میں درج کیا جا رہا ہے،وہاں ملاحظہ ہو۔

ملحدین کا اعتراض اور اس کا جواب

اوپر سائنس کی تحقیق سے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کلام سے معلوم ہوا کہ کسوف اور خسوف کا ایک حساب اور نظام مقرر ہے تو اس سے ملحدین اعتراض کرتے ہیں کہ جب کسوف و خسوف کا ایک حساب مقرر ہے اور یہ ایک طبعی چیز ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں ہے اور جب یہ کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں بلکہ یہ اسباب کے تحت رونما ہوتا ہے تو پھر اس کے رونما ہونے پر گھبرانے اور ڈرنے اور اس کے نتیجہ میں نماز، دعا،استغفار اور صدقہ وغیرہ عبادات میں لگنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ روزانہ طلوع وغروب ہوتا ہے ،الغرض ان ملحدین کا اعتراض یہ ہے یہ ایک طبعی اور غیر معمولی واقعہ ہے جس پر گھبرانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

اس اعتراض کو بیان کر کے علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فإن قلت:إن الكسوف والخسوف من أسباب

معلومة و حساب معلوم لا تخويف فيهما أصلا ، فما معنى كونهما آيتين؟ قلت: هو في غاية الجهل فإن الأشياء كلها بالأسباب وحينئذ حاصله أن لا يتعلق التخويف بشيء."

(پس اگر تم کہو کہ کسوف اور خسوف متعینہ اسباب اور متعین حساب کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں تو اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے؟ تو ان دونوں کے اللہ تعالی کی آیات ہونے کا کیا مطلب ہے؟ تو میں کہتا ہو کہ یہ اعتراض غایت جہل پر مبنی ہے اس لئے کہ تمام چیزیں اسباب ہی کے تحت رونما ہوتی ہیں، تو اس وقت اس (اعتراض) کا حاصل یہ ہوا کہ کسی بھی شیء سے تخویف متعلق نہ ہو۔)

(فیض الباری:۲/۳۸۴)

حاصل یہ ہے کہ کائنات میں جو بھی واقعات وحادثات رونما ہوتے ہیں، وہ تمام کے تمام اسباب ہی کے تحت رونما ہوتے ہیں چاہے وہ عذابات ہی کیوں نہ ہوں (ہاں البتہ سائنس کے ذریعہ بعض کے ظاہری اسباب ہمیں معلوم ہوگئے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں کہ ان کے اسباب ہم کو معلوم نہیں) راقم الحروف کہتا ہے حتی کہ قیامت بھی اسباب ہی کے تحت واقع ہوگی؛ چنانچہ آج بہت سے سائنس دان اس بات کے قائل ہیں کہ ایک نہ ایک دن سورج پھٹ جائے گا، جس کے نتیجہ میں یہ کائنات تباہ ہوجائے گی۔ (دیکھئے: سورج کی موت اور قیامت) تو کیا اس تحقیق کی بنیاد پر قیامت کو بھی ایک غیر معمولی واقعہ قرار دے کر یہ کہہ دیا جائے گا کہ (نعوذ باللہ) قیامت کوئی خوف کھانے کی چیز نہیں ہے؛ اس لئے کہ یہ اسباب کے تحت رونما ہوتی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ہر چیز اسباب وعلل ہی کے تحت پیش آتی ہے مگر ان

اسباب کا مسبب اللہ تعالی ہے اور وہ اس بات پر قادر ہے کہ جب چاہے کوئی بھی واقعہ اور حادثہ برپا کردے؛ لہذا کسی حادثہ کے اسباب ظاہری کا پتہ چل جانے سے اس سے بے فکر و بے خوف نہیں ہوا جا سکتا، بلکہ شریعت نے اس سلسلہ میں کیا ہدایات دی ہیں اس کو دیکھنا چاہئے، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ پیچھے گزرا کہ آپ نے زلزلہ کے آنے پر لوگوں کو اپنے حالات پر غور کرنے کا حکم دیا؛ اس لئے کہ شریعت ہی ہم کو بتاتی ہے کہ اس واقعہ یا حادثہ سے اللہ تعالی کی حکمت کیا ہے؟ اور اللہ تعالی اس کو کیوں رونما فرماتے ہیں؟۔ اسی وجہ سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے اس اعتراض کا جواب مختصر اور جامع انداز میں دیا ہے کہ آپ جو بیان کررہے ہیں وہ علت ہے اور ہم جو بیان کررہے ہیں وہ حکمت ہے۔آپ فرماتے ہیں:

> سوال: اگر کوئی کہے کہ خسوف و کسوف نجوم کی مقررہ منازل پر پہنچنے سے واقع ہوتا ہے اور اس کو انسانوں کے عذاب و ثواب سے کوئی تعلق نہیں ہے تو:
>
> جواب: یہ ہے کہ جو سائل نے کہا ہے وہ علت ہے اور جو ہم نے کہا ہے وہ حکمت ہے پس دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔
>
> (احکام اسلام عقل کی نظر میں: ۱۱۷)

شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی عثمانی دامت برکاتہم فرماتے ہیں

یہاں ہم حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی کتاب ''ذکر و فکر'' سے ایک اقتباس پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔آپ فرماتے ہیں:

''ہمارے اوپر چھائی ہوئی اس پر اسرار کائنات میں جو واقعات

رونما ہوتے ہیں ،ان میں سے بہت سے واقعات وہ ہیں، جن کے اسباب ونتائج ہمیں سائنس کی محیر العقول ترقی کے باوجود آج تک معلوم نہیں ہوسکے ،(بلکہ اکثریت ایسے ہی واقعات کی ہے)اور بہت سے واقعات ایسے ہیں کہ ان کے کم ازکم ظاہری اسباب ہمارے علم میں آچکے ہیں ،لیکن جو کچھ سائنس کے ذریعے ہمارے علم میں آیا ہے،وہ ان واقعات کا ظاہری سبب ہے،مگر ان ظاہری اسباب کے پیچھے ان تمام واقعات کی اصل علت وحکمت کیا ہے؟اسکا پتہ ہم اپنی دوربینوں اور مشاہدہ کائنات کے جدید ترین آلات کے ذریعہ نہیں لگا سکتے ،اگر زمین سے چاند کا فاصلہ چار سو گنے سے زائد ہوتا تو بھی سورج کو مکمل گرہن نہ لگتا یا اگر سورج کا سائز چاند کے مقابلہ چار سو گنے سے زائد ہوتا تب بھی چاند اسے نہ ڈھانپ سکتا۔سوال یہ ہے کہ سورج کو چاند سے چار سو گنا بڑا بنا کر زمین سے اس کے فاصلہ کا تناسب بھی سورج کے مقابلہ میں وہی چار سو گنا کم کس نے رکھا؟اور کیوں رکھا؟پھر چاند زمین اور دوسرے سیارے کی گردش کا ایسا حساب کس نے اور کیوں بنایا کہ ایک مخصوص تاریخ اور وقت پر کسی مخصوص خطے میں گہن واقع ہوتا ہے دوسری جگہوں اور دوسرے اوقات میں یہ واقعہ پیش نہیں آتا؟قرآن کریم نے سورۃ الرحمٰن میں واضح طور پر فرمایا ہے کہ ''سورج اور چاند ایک حساب کے ماتحت ہیں'' یہی وجہ ہے کہ اگر حساب لگانے میں کوئی غلطی نہ ہو تو سالہا سال پہلے پیشن گوئی کی جاسکتی ہے کہ فلاں تاریخ کو فلاں وقت فلاں جگہ پر سورج کو گہن لگے گا(چین کے بادشاہ چنگ کیا نک نے ۲۱۳۷ق م میں دوشاہی نجومیوں کو

اس لئے قتل کرادیا تھا کہ وہ گہن کی صحیح پیشن گوئی نہیں کر سکتے تھے) وہ کون ہے، جس نے یہ جچا تلا حساب مقرر کر کے ان محیر العقول اجرام فلکی کو اس حساب کے تابع بنادیا؟۔

ان سوالات کا ایک سطحی جواب عام طور سے یہ دیا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ اتفاق کا کرشمہ ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کائنات میں غیر شعوری اتفاق کوئی چیز نہیں کائنات کا کوئی ذرہ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کے بغیر حرکت نہیں کرتا، ہمیں چونکہ اپنی محدود عقل کے سہارے اس حرکت کی حکمت و مصلحت کا علم نہیں ہوتا؛ اس لئے ہم اپنی لاعلمی کو اتفاق کے پردے میں چھپا لیتے ہیں ورنہ ان تمام اتفاقی واقعات کی کوئی نہ کوئی حکمت وہاں موجود ہے جہاں سے پوری کائنات کا نظام کنٹرول ہو رہا ہے، جن لوگوں کی نگاہیں ان واقعات کے صرف ظاہری اسباب تک محدود ہوکر رہ جاتی ہیں ان کے لئے تو کائنات کے یہ نظارے ایک دلچسپ تماشے سے زائد کچھ نہیں لیکن جس شخص کی نگاہ ان ظاہری اسباب سے اوپر بھی جاتی ہے، وہ ان واقعات کو اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کا دھیان تازہ کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ ان واقعات کے جو ظاہری اسباب، تجربے اور مشاہدے سے معلوم ہو جاتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام انہیں بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے؛ کیوں کہ ان اسباب تک پہنچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل تجربے اور مشاہدے کا سرمایہ عطا کیا ہے، جو اسے استعمال کرنا چاہئے، اس کے لئے وحی کی رہنمائی ضروری نہیں، لیکن انبیاء کرام علیہم السلام ان ظاہری

اسباب سے اوپر کی ان باتوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں، جن تک پہنچنے میں عقل انسانی ناکام رہتی ہے اور اس ناکامی کو اتفاق کا نام دے کر مطمئن ہو جاتی ہے؛ اس لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلط عقیدے کی تو تردید فرمائی کہ چاند سورج کو کسی شخص کے مرنے جینے سے کوئی تعلق ہے لیکن اس کی یہ سائنسی وجہ بیان فرمانے کی ضرورت نہیں سمجھی کہ چاند کے بیچ میں حائل ہونے سے سورج گرہن ہو جاتا ہے؛ کیوں کہ اس کا تعلق خالصۃ تجربے اور مشاہدے سے تھا ،اس کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری سبب سے اوپر کی اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی جسے انسان ایسے موقع پر فراموش کر جاتا ہے اور وہ یہ کہ یہ اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالی کی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کے اسی استحضار و اعتراف کی ایک عملی صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتائی کہ جب سورج گرہن ہو تو نماز کسوف ادا کی جائے"۔

(ذکر و فکر: ۲۷۴ تا ۲۷۲)

نماز کسوف وخسوف کی حکمتیں

اس کے بعد ہم اس موقع پر نماز، صدقہ، دعا اور استغفار اور دیگر عبادات کی مشروعیت کی چند حکمتیں بیان کریں گے، جس سے یہ بات کھل کر سامنے آجائے گی کہ اس موقع پر اللہ تعالی سے ڈرنے اور اس سے گڑگڑانے کی کیا وجہ ہے اور اس کے بعد جدید سائنس کی روشنی میں یہ ثابت کریں گے کہ یہ موقع انتہائی نازک ہوتا ہے؛ اس لئے اس موقع پر ڈرنا چاہئے۔

(۱) پہلی حکمت:

پہلی حکمت یہ ہے کہ یہ موقع اللہ تعالی کی قدرت قاہرہ وکاملہ کا مظہر ہے کہ چاند وسورج جو اللہ تعالی کی دو بڑی وعظیم الشان مخلوقات ہیں، جن پر کائنات کے بہت سے کاموں کا دارومدار ہے، جب ایسی بڑی مخلوقات بھی اللہ تعالی کی قدرت کے سامنے ہیچ ہیں اور اللہ تعالی جب چاہتے ہیں ان کو روشن کر سکتے ہیں اور جب چاہتے ہیں بے نور کر سکتے ہیں تو ہما شما کا کیا کہنا؛ لہذا ایسے موقع پر اللہ تعالی کی قدرت وجلالت کے اعتراف اور اپنی ذلت وبے بسی کے اظہار میں نماز مشروع ہوئی۔ علامہ عبدالرحمٰن الجزیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”أما حكمة مشروعيتها،فإن الشمس نعمة من أكبر نعم الله تعالى التي تتوقف عليه حياة الكائنات ، وظاهر أن كسوفها فيه إشعار بأنها قابلة للزوال،بل فيه إشعار بأن العالم كله في قبضة الله قدير،يمكنه أن يذهب في لحظة ،

فالصلاة في هذه الحالة معناها إظهار التذلل و الخضوع لذٰلک الاله القوی المتین وذلک من محاسن الإسلام الذی جاء بالتوحید الخالص وترک عبادة الأوثان ومنها الشمس و القمر وغیرهما من العوالم.“

(رہی اس (نماز گرہن) کی حکمت، تو بلاشبہ سورج اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہے، جن پر کائنات کی حیات کا مدار ہے، اور ظاہر ہے کہ اس کو گہن لگنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ زائل ہونے والا ہے، (اور محض سورج ہی کیا؟) بلکہ اس میں اس جانب بھی اشارہ ہے کہ سارا عالم اس زبردست قدرت کے مالک معبود کے قبضہ میں ہے جو پل بھر میں اس کو ہلاک کرسکتا ہے، پس اس (ہولناک اور خطرناک) موقعہ پر نماز اس قدرت اور طاقت والے خدا کے سامنے ذلت اور خضوع کا اظہار ہے، اور یہ اسلام کی خوبیوں اور محاسن میں سے ہے جو توحید خالص کو اختیار کرنے اور بت پرستی سے بچنے کا پیغام لے کر آیا، جس میں چاند، سورج اور دیگر مخلوقات کی پرستش بھی داخل ہے۔)

(کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة :۱/ ۳۳۰)

(۲) دوسری حکمت:

دوسری حکمت یہ ہے کہ یہ موقع دراصل اس وقت کی ایک ادنی جھلک ہے جب چاند سورج اور تمام اجرام سماویہ تباہ ہوجائیں گے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۙ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ﴾

(القیامۃ: ۸،۹)

''اور چاند بے نور ہو جائے گا (اور چاند کی تخصیص کیا بلکہ) سورج اور چاند (دونوں) ایک حالت کے ہو جائیں گے (یعنی دونوں بے نور ہو جاویں گے) جیسا کہ بخاری میں آیا ہے: ''تکوران ومعنی کورت قال ابن عباس رضی اللہ عنہ ''أظلمت''

(تفسیر سورۃ القیامۃ: ۸،۹ بیان القرآن:)

تو اس اعتبار سے یہ واقعہ مذکرِ آخرت یعنی آخرت کی یاد دہانی کرنے والا ہے؛ لہٰذا اس موقع پر رجوع وانابت الی اللہ ہی مناسب ہے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ علامہ ابوالفرج رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

الرابع: لیری الناس نموذج ما سیجري في القیامۃ من قولہ ﴿وجمع الشمس والقمر﴾.

(چوتھی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول: ''اور جمع کردیے جائیں گے چاند سورج'' کے مطابق جو (چاند سورج کا اجتماع) واقع ہوگا اس کا ایک نمونہ دکھانا مقصود ہے)

(عمدۃ: ۵/ ۳۰۳)

(۳) تیسری حکمت:

تیسری حکمت یہ ہے کہ نماز دراصل اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ذریعہ ہے؛ لہٰذا اس نماز میں اللہ کا خوف اور اس کی ہیبت زیادہ ہونی چاہئے؛ لیکن چونکہ عادۃً لوگ نمازوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں اور اس سے ہیبت وگھبراہٹ نہیں کھاتے بلکہ غفلت ولا پرواہی سے نماز ادا کرتے ہیں؛ اس لئے کسوف وخسوف کے موقع پر نماز

مشروع ہوئی ؛ تا کہ لوگ اس ہیبت ناک موقع پر ڈریں اور گھبراتے ہوئے نماز پڑھیں۔علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علامہ ابوالفرج رحمۃ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

السابع :أن الصلوات المفروضات عند كثير من الخلق عادة لا انزعاج لهم فيها و لا وجود هيبة فأتى بهذه الآية و سنت لهما الصلاة ليفعلوا صلاة على انزعاج و هيبة.

(ساتویں حکمت یہ ہے کہ عادۃ فرض نمازوں میں ایک بڑی تعداد کو(اللہ تعالی کی کبریائی اور جلالت کے تصور سے)نہ گھبراہٹ ہوتی ہے، نہ ہی اس میں کوئی ہیبت، پس اللہ تعالی نے یہ نشانی پیدا کی اور اس موقعہ پر نماز مشروع کی، تا کہ اس وقت خوف اور ہیبت کے ساتھ نماز پڑھیں۔)

(عمدة : ۵ /۳۰۳)

(۴)چوتھی حکمت:

چوتھی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالی پہلے قدرتی نشانیوں کا فیصلہ عالم مثال میں کرتے ہیں، چنانچہ عالم مثال کے احوال جاننے والے ایسے اوقات میں گھبراہٹ کو متاع جان بنالیتے ہیں ؛اسی لئے سورج کو گرہن لگنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا گئے تھے۔حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

خسفت الشمس فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فزعا يخشى أن تكون الساعة.

(سورج کو گہن لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر نماز شروع کردی، آپ کو اندیشہ ہوا کہ قیامت برپا ہو جائے۔)

اور ان اوقات میں زمین میں ایک خاص قسم کی روحانیت بھی پھیلتی ہے، حضرت نعمان بن بشیرؓ اور حضرت قبیصہ ہلالیؓ کی روایتوں میں نسائی شریف (۱۴۴:۳) میں ہے کہ:

''جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے کسی چیز پر تجلی فرماتے ہیں، تو وہ اللہ کے لئے فروتنی کرنے لگتی ہے''

پس نیک بندوں کے لئے مناسب یہ ہے کہ ان اوقات میں نماز وغیرہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کریں۔ مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وأيضا: فإنها وقت قضاء الله الحوادث في العالم المثال و لذلک يستشعر فيها العارفون الفزع و فزع رسول الله صلى الله عليه وسلم عندها لأجل ذلک وهي أوقات سريان الروحانية في الأرض،فالمناسب للمحسن أن يتقرب إلى الله في تلک الأوقات ، وهو قوله صلى الله عليه وسلم في الكسوف في حديث نعمان بن بشير فإذا تجلى الله لشيء من خلقه خشع له.

(اور نیز پس بیشک وہ نشانیاں عالم مثال میں اللہ تعالیٰ کے حوادث کا فیصلہ کرنے کا وقت ہے اور اس وجہ سے عارفین حادثات کے وقت دل میں گھبراہٹ محسوس کرتے ہیں اور اسی وجہ سے حادثات پیش آنے پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا گئے ہیں اور حوادث زمین میں روحانیت کے سیرایت کرنے کے اوقات ہیں، پس نیکو کار کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ ان اوقات میں اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرے اور وہ سورج گہن کے بارے میں نعمان بن بشیرؓ کی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، پس جب اللہ تعالیٰ تجلی فرماتے ہیں اپنی مخلوقات میں سے کسی چیز پر تو وہ اللہ کے سامنے عاجزی کرتی ہے۔)

(رحمۃ اللہ:۳/ ۷، ۵۲۶ بتغیر یسیر)

(۵) پانچویں حکمت:

پانچویں حکمت یہ ہے کہ کفار سورج اور چاند کی پرستش کرتے ہیں، پس جب کوئی ایسی نشانی ظاہر ہو، جس سے پتہ چلے کہ یہ دونوں بندگی کے لائق نہیں ہیں تو مؤمن پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑائے اور ان کے سامنے سجدہ ریز ہو جائے۔ سورہ حم سجدہ آیت ۳۷ میں ہے: اور اس کی نشانیوں میں رات دن ہیں اور سورج اور چاند ہیں پس تم لوگ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو اور اس خدا کو سجدہ کرو جس نے ان کو پیدا کیا ہے، اگر تم کو خدا کی عبادت کرنا منظور ہے۔ غرض گہن لگنے پر نماز پڑھنا دین اسلام کی ایک مخصوص بات ہے اور وہ اللہ کا انکار کرنے والوں کے لئے ایک مسکت جواب بھی ہے کہ دیکھو تم جن کو خدا مانتے ہو ان کی خدائی پر زوال آ گیا۔ مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وأیضا: فالکفار یسجدون للشمس والقمر، فکان من حق المؤمن إذا رأی آیة عدم استحقاقهما العبادة أن یتضرع إلی الله، و یسجد له وهو قوله تعالی﴿لاتسجدوا

للشمس ولا للقمر و اسجدوا لله الذی خلقهن﴾ ليكون شعاراً للدين ، وجواباً مسكتاً لمنكريه.

(اور نیز پس کفار سورج اور چاند کو سجدہ کرتے ہیں، پس مؤمن پر لازم ہے کہ جب وہ دیکھے ان دونوں کے عبادت کا حقدار نہ ہونے کی نشانی کو تو وہ اللہ کے سامنے گڑ گڑائے اور اس کو سجدہ کرے۔اور وہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: ''نہ سجدہ کرو تم سورج کو، اور نہ چاند کو، اور سجدہ کرو تم اس اللہ کو جس نے ان کو پیدا کیا ہے'' تاکہ وہ سجدہ کرنا دین کا شعار بن جائے۔اور اللہ کا انکار کرنے والوں کے لئے مسکت جواب ہو جائے۔)

(رحمۃ اللہ:۳/۷،۵۲۶ بتغیر یسیر)

(٦) چھٹی حکمت:

چھٹی حکمت وہ ہے جس کو شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی عثمانی دامت برکاتہم نے بیان فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کی طرف سے پچھلی امتوں پر جتنے عذاب آئے، ان کی شکل یہ ہوئی کہ بعض معمولی امور جو روزمرہ اسباب طبعیہ کے ماتحت ظاہر ہوتے رہتے ہیں، اپنی معروف حد سے آگے بڑھ گئے تو عذاب کی شکل اختیار کر گئے مثلاً قوم نوح پر بارش اور قومِ عاد پر آندھی وغیرہ اسی بناء پر آئی، حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے بارے میں منقول ہے کہ جب تیز ہوائیں چلتیں تو آپ علیہ السلام کا چہرہ متغیر ہو جاتا، اس ڈر سے کہ کہیں یہ ہوائیں عذاب کی صورت اختیار نہ کرلیں؛ چنانچہ ایسے مواقع پر آپ بطور خاص دعا و استغفار میں مشغول ہو جاتے، اسی طرح یہ کسوف

وخسوف بھی اگرچہ طبعی اسباب کے تحت رونما ہوتے ہیں لیکن یہ اپنی معروف حد سے آگے بڑھ جائیں تو عذاب بن سکتے ہیں‘‘۔

(درس ترمذی:۲/۳۴۳)

اس لئے اس موقع پر اللہ تعالی سے ڈرنا اور گڑگڑانا چاہیئے۔

جدید سائنس کی روشنی میں کسوف وخسوف کا وقت بڑا نازک ہوتا ہے:

یہ کسوف خسوف کے موقع پر خوف اور عبادات کی مشروعیت کی چند حکمتیں تھیں۔اس کے بعد آیئے ہم آپ کو جدید سائنس کی روشنی میں بتاتے ہیں کہ یہ موقع کتنا نازک اور اہم ہوتا ہے۔شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی عثمانی دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

’’خاص طور سے جدید سائنس کی تحقیق کے مطابق کسوف وخسوف کے لمحات انتہائی نازک ہوتے ہیں؛ کیونکہ کسوف کے وقت چاند،سورج اور زمین کے درمیان حائل ہوجاتا ہے تو سورج اور زمین اپنی کشش ثقل سے اسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں،ان لمحات میں خدانخواستہ اگرکسی ایک جانب کی کشش غالب آجائے تو اجرامِ فلکیہ کا سارا نظام درہم برہم ہوجائے؛لہذا ایسے نازک وقت میں رجوع الی اللہ کے سوا چارہ نہیں‘‘۔

(درس ترمذی:۲/۳۴۳)

قرآن اور جدید سائنس کے ماہر اور اس موضوع پر درجنوں کتابوں کے

مصنف حضرت مولانا شہاب الدین ندوی رَحمہُ اللہُ اپنی کتاب ''سورج کی موت اور قیامت''میں لکھتے ہیں:

''لیکن اس موقع پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کسوف وخسوف کے موقع پر رسول اکرم صَلَّی اللہُ علیہِ وسلم نے نماز پڑھنے کا حکم کیوں دیا؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ پچھلے صفحات میں مذکور حقائق کے مطابق ہمارا سورج کسی بھی وقت اچانک ایک ''سرخ دیو''بن کر پھٹ سکتا ہے ۔چنانچہ جارج گیمو کے بیان کے مطابق ''اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہماری کائنات میں اب تک چالیس ارب ستارے پھٹ چکے ہیں۔

لہذا ہوسکتا ہے کہ سورج گرہن کے موقع پر اچانک اس کی موت اور وقوع قیامت کا اعلان کردیا جائے۔غالبا یہی وجہ ہوسکتی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ علیہِ وسلم نے'' آخری وقت''میں رجوع الی اللہ اور توبہ و استغفار کی غرض سے نماز اور دعا کی دعوت دی ہو،تا کہ اہل اسلام کا خاتمہ بالخیر ہو سکے''۔

(سورج کی موت اور قیامت:۲۸-۲۹)

آگے لکھتے ہیں:

''ان تمام احادیث سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ کسوف و خسوف میں کوئی بہت بڑا راز پوشیدہ ہے اور یہ مظاہر وقوعِ قیامت کی واضح علامتوں میں سے ہیں؛لہذا ہوسکتا ہے کہ قیامت ایسے ہی مواقع پر واقع ہوجائے اور یہ بات اس لحاظ سے بہت ممکن نظر آتی ہے کہ جب چاند ،سورج اور زمین تینوں ایک لائن میں آجائیں؛تو اس وقت سورج اچانک

ایک ''سرخ دیو'' بن کر دھماکہ کے ساتھ پھٹ جائے جس کے نتیجہ میں وہ ''سفید بونا'' بن کر ٹھنڈا پڑ جائے گا؛ اس طرح غالبًا اس کی قوت جذب وکشش ختم ہو جائیگی اور پھر یہ تینوں اجرام آپس میں ٹکرا کر ختم ہو جائیں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایسے موقع پر ہمارے نظامِ شمسی کے دیگر سیارے بھی ایک ہی لائن میں ہوں (جیسا کہ بعض مواقع پر ہوتا ہے) اور سب کے سب ایک بارگی ٹکرا کر فنا ہو جائیں، اس قسم کے امکانات کو سمجھنا جدید فلکیاتی نظریات کے رو سے بہت آسان ہو گیا ہے''۔

(سورج کی موت اور قیامت: ۳۱)

کسوف وخسوف کے وقت کیا کریں ؟

سورج گرہن اور چاند گرہن اسلامی اور سائنسی اعتبار سے بڑا نازک اور اہم موقع ہے جیسا کہ اوپر تفصیل سے گذرا اس وجہ سے احادیث شریفہ میں اللہ کے نبی علیہ السلام نے اس موقع پر چند اعمال کی تلقین فرمائی ہے۔ پہلے ان احادیث کو لکھا جاتا ہے پھر ان سے ثابت شدہ اعمال کی نشاندہی کی جائیگی ملاحظہ ہو:

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے :إن الشمس والقمر آیتان من آیات الله لا یخسفان لموت أحد ولا لحیاة،فإذا رئیتم ذلک فادعوا الله و کبروا وصلوا وتصدقوا

.

(بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جنہیں کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، پس جب تم ان کو دیکھو تو اللہ تعالی سے دعا کرو، اس کی بڑائی بیان کرو، نماز پڑھو اور صدقہ خیرات کرو۔)

(بخاری:۱/۱۳۰)

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے:إن الشمس والقمر آیتان من آیات الله لاینکسفان لموت أحد ولا لحیاته فإذا رئیتم ذلک فاذکروا الله و کبروا وصلوا وتصدقوا.

(بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، جنہیں کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، پس جب تم ان کو دیکھو تو ذکر کرو اللہ تعالی کی بڑائی بیان کرو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔)

(بخاری:۱/۱۴۲، مسلم:۱/۲۹۵)

(۳) حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: **أن الشمس والقمر لا ينكسفان لموت احد من الناس ولكنهما آيتان من آيات الله فاذا رائيتموهما فقوموا فصلوا.**

ترجمہ: سورج اور چاند کو لوگوں میں سے کسی کی موت کی وجہ سے گہن نہیں لگتا بلکہ وہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں پس جب تم ان کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو۔

(بخاری:۱/۱۴۲ مسلم:۱/۲۹۹)

(۴) حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: **هذه الآيا ت التي يرسل الله لا تكون لموت أحد ولا لحياته ولكن يخوف الله به عباده ، فإذا رئيتم شيئاًمن ذلك فافزعوا إلى ذكره و دعائه و استغفاره .**

(یہ نشانیاں جنہیں اللہ تعالی بھیجتے ہیں، کسی کی موت وحیات کی وجہ سے رونما نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالی ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتے ہیں، جب تم ان میں سے کسی چیز کو دیکھو تو اللہ تعالی کے ذکر، اس سے دعا مانگنے اور استغفار کی طرف لپکو۔)

(بخاری:۱/۱۴۵ مسلم:۱/۲۹٦)

(۵)حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے :ثم جلس کماھو مستقبل القبلة یدعواحتی انجلی کسوفھا .

((نماز سے فارغ ہوکر) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ روجیسا کہ تھے بیٹھ گئے اور مصروف دعا رہے، یہاں تک کہ گرہن ختم ہوگیا۔)

(أبوداؤد:۱/۱۶۷)

(۶)حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :لقد أمر النبي صلى الله عليه وسلم بالعتاقة في كسوف الشمس .

(تحقیق کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوف کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔)

(بخاری:۱/۱۴۴)

(۷)بخاری کی روایت میں نماز کی تفصیلات بتانے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:فقال ماشاء الله أن يقول ثم أمرهم ان يتعوذوا من عذاب القبر .

(پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا جو کچھ کہ اللہ تعالی نے چاہا کہ آپ کہیں پھر لوگوں کو حکم دیا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگیں۔)

(بخاری:۱/۱۴۳)

مندرجہ بالا روایات سے چند اعمال معلوم ہوئے ،جن کو کسوف وخسوف کے موقع پر خصوصیت سے انجام دینا چاہئے ،ان کو یہاں لکھا جاتا ہے:

(۱)نماز:

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جب کسوف وخسوف پیش آئیں ،تو نماز پڑھنا

چاہیئے ،اس نماز کو'' صلوۃ الکسوف'' یعنی سورج گرہن کی نماز اور'' صلوۃ الخسوف'' یعنی چاند گرہن کی نماز کہا جاتا ہے۔اس موقع پر نماز کا حکم اسلئے دیا گیا ہے کہ نماز اہم عبادت یعنی تمام عبادات میں بڑی اہمیت کی حامل ہے ،اور اللہ تعالی سے قرب حاصل کرنے کا بہترین اور آسان ترین ذریعہ ہے جیسا کہ احادیث میں مروی ہے اور روحانی تسکین کا ذریعہ ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نماز کا وقت ہوتا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ اے بلال مجھے راحت پہنچاؤ یعنی اذان دے کر،اس کے علاوہ اللہ کے نبی علیہ السلام کا یہ معمول تھا کہ کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آتا مثلاً تیز ہوایا آندھی چلتی یا بہت زور کی بارش ہوتی وغیرہ تو نماز میں مشغول ہو جاتے ؛ چونکہ کسوف وخسوف بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں اور جیسا کہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کو ڈرانے ہی کے لئے ان کو رونما کرتے ہیں؛ اس لئے اس موقع پر نماز کے ذریعہ اللہ تعالی کو راضی کرنا اور اپنی ذلت و بے بسی کا اظہار کرنا چاہیئے۔اس نماز سے متعلق مزید تفصیلات آگے آرہی ہیں۔

(۲) دعا:

مذکورہ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کی جناب میں دست بدعا ہو کر گڑ گڑانا چاہیئے؛ اس لئے کہ انسان ہر ہمیشہ اللہ تعالی کا محتاج ہے خصوصاً کسوف وخسوف کے موقع پر انسان دعا کا شدید محتاج ہے؛ اس لئے کہ یہ ایک نازک وقت ہے ایسے موقع پر دعا انسان کو بہت کام دیگی؛ اس لئے کہ دعا قضاء کو بھی بدل دیتی ہے چنانچہ حدیث میں ہے:

لایرد القضاء إلا الدعاء.

(دعا کے سوا کوئی چیز تقدیر کو روک نہیں سکتی۔)

(ترمذی:۲/۳۵)

اسی طرح دعا آسمانی مصائب وپریشانیوں میں جو نازل ہو چکی ہیں یا آئندہ ہونے والی ہیں نفع دیتی ہے؛ چنانچہ ایک روایت میں ہے:

إن الدعاء ينفع ممانزل ومما لم ينزل، فعليكم عبادالله بالدعاء.

(دعاء ان مصائب وپریشانیوں کے لئے بھی نفع دیتی ہے، جو نازل ہو چکی ہیں اوران مصائب کے لئے بھی جو نازل نہیں ہوئیں؛لہذا اے اللہ کے بندو تم پر دعا لازم ہے۔)

(ترمذی:۲/۱۹۵۔ابواب الدعوات)

الغرض دعا بہت اہم چیز ہے جس سے بلائیں ٹلتی ہیں اور مصائب دور ہوتے ہیں؛اس لئے اس موقع پر خصوصیت سے دعا کا اہتمام کرنا چاہئے اور اس وقت قبولیت کے بھی زیادہ آثار ہوتے ہیں؛ اس لئے کہ گرہن کی وجہ سے ایک مومن کا دل گھبرایا ہوا ہوگا،تو وہ دنیا کی جانب متوجہ نہیں ہوگا بلکہ اس کا قلب پوری طرح سے حق تعالی شانہ کی جانب متوجہ ہوگا،ایسی حالت میں اگر کوئی آدمی دعا کرے تو قبولیت کے بہت زیادہ آثار ہوتے ہیں۔چنانچہ مرقاۃ میں ہے:

قال ابن الملک:إنما أمربالدعاء لأن النفوس عند مشاهدة ما هو خارق للعادة تكون معرضة عن الدنيا ومتوجهة الى الحضرة العليا، فتكون أقرب إلى الإجابة .

(ابن الملک رحمہ اللہ نے کہا :(اس موقعہ پر) دعا کا حکم اس

لئے دیا گیا کہ نفوس خلاف عادت امور کے مشاہدہ کے وقت دنیا سے بے رغبت اور اللہ تعالی کی جانب متوجہ ہوتے ہیں؛ لہذا ایسے مواقع پر قبولیت دعا کے زیادہ آثار ہوتے ہیں۔)

(مرقاۃ: ۳/۵۳۳)

فقہاء اور شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ اس موقع پر دعا نماز کسوف وخسوف کے بعد کی جائیگی یعنی پہلے نماز پڑھی جائیگی پھر اس کے بعد دعا گرہن کے ختم ہونے تک کی جائیگی اور اگر گرہن اوقاتِ مکروہہ (جن میں نماز پڑھنا منع ہے) میں لگے تو نماز کے بجائے دعاء میں مصروف رہا جائیگا۔ اس سے متعلق کچھ مسائل آگے آرہے ہیں۔

(۳) صدقہ وخیرات:

ان احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کا بھی حکم دیا ہے۔ صدقہ خدا تعالی کے غضب کو دور کرتا ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

إن الصدقة لتطفيء غضب الرب وتدفع ميتة السوء.

(صدقہ اللہ تعالی کے غصہ کو بجھاتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے.)

(ترمذی: ۲/۱۴۴)

اسی طرح صدقہ دینے والے کی حفاظت بھی ہوتی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

ما من مسلم كسا مسلماً ثوباً إلا كان في حفظ الله مادام عليه خرقة .

(کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو کپڑا نہیں پہناتا مگر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے، جب تک کہ اس پر اس کا ایک ٹکڑا بھی ہے۔)

(ترمذی:۲/۵۷ أبواب الزہد)

اور کسوف وخسوف کے موقع پر اس کی سخت ضرورت ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے غضب سے بچا جائے اور ایسے اسباب اختیار کئے جائیں، جن سے خدا تعالیٰ کا غضب دور ہو اور اپنی حفاظت ہو؛ لہذا اس موقع پر خوب صدقہ خیرات کرنا چاہئے ہر آدمی اپنی اپنی حیثیت سے صدقہ خیرات کرے خصوصاً صاحب حیثیت لوگوں کو اس جانب توجہ دینا چاہئے؛ اس لئے کہ اکثر معاصی کے مرتکب یہی حضرات ہوتے ہیں ؛لہذا انہیں چاہئے کہ اس موقع پر خوب صدقہ کریں۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقاۃ میں ایک حدیث جس میں اس موقع پر صدقہ کا حکم دیا گیا ہے، اس کے ذیل میں لکھتے ہیں:

فيه إشارة الى إن الأغنياء والمتنعمين هم المقصود بالتخويف من بين العالمين ؛ لكونهم غالباً للمعاصي مرتكبين

(اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مخلوق میں مالدار اور خوش حال لوگوں کو بطور خاص اس میں ڈرایا جاتا ہے؛ کیونکہ زیادہ تر یہی لوگ معصیت کا ارتکاب کرتے ہیں۔)

(مرقاۃ: ۳/ ۵۳۳)

حدیث نمبر ۶ سے معلوم ہوا کہ اس موقع پر خصوصا غلاموں کو آزاد کرنا چاہئے

یہ حکم اس لئے دیا گیا کہ اس زمانے میں غلام موجود تھے اور اس وقت غلاموں کو آزاد کرنا بڑی نیکی تھی جیسا کہ احادیث میں ہے، آج کل غلام موجود نہیں ہیں؛ اس لئے اس پر عمل ممکن نہیں ہے، البتہ اس حدیث سے اتنا ضرور سمجھ میں آتا ہے کہ صدقات و خیرات میں بھی زیادہ تر ایسے صدقات وخیرات کرنا چاہئے کہ جس سے لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ ارشاد الساری شرح البخاری میں اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

ولما كان أشد ما يتوقع من التخويف:النار جيء الندب بأعلى شيء يتقى به النار لأنه قد جاء من أعتق رقبة مؤمنة أعتق الله بكل عضو منها عضوا منه من النار فمن لم يقدر على ذلک فليعمل بالحديث العام وهو قوله عليه الصلاة و السلام :اتقوا النار ولو بشق تمرة ويأخذ من وجوه البر ما أمكنه .قاله ابن ابی حمزة.

(چونکہ کسوف اور خسوف کے ذریعہ سب سے زیادہ جہنم سے ڈرانا مقصود ہے، اس لئے ایسی چیز کو مستحب قرار دیا گیا جس سے جہنم کی آگ سے بچا جا سکے، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے ایک مومن غلام آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلہ اس کے ایک عضو کو جہنم سے آزاد فرمائیں گے، اور جو شخص اس کی قدرت نہ رکھتا ہو وہ عام حدیث پر عمل کرے جس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جہنم سے بچو گرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی سے کیوں نہ ہو، اور اس کے علاوہ بھی

امور خیر میں سے جو ممکن ہو اختیار کر لے۔)

(إرشاد الساری :۳ / ۹۷)

نوٹ: عتاق یعنی غلاموں کو آزاد کرنا صدقات ہی کی ایک مخصوص قسم ہے جس سے انسان پر سے ایک بوجھ ہٹا دیا جاتا ہے،لہذا اگرچہ موجودہ زمانہ میں غلام اور باندیاں تو موجود نہیں ہیں مگر اس کی دیگر شکلیں ہیں مثلا: کسی قرضدار کا قرضہ ادا کر دینا،اسی طرح کسی قیدی کو رہا کروانا یا کسی بےقصور پر مقدمہ چلایا جا رہا ہو جب کہ وہ حق پر ہے اور مقدمہ غلط تو اس کی ممکنہ امداد کرنا وغیرہ یہ امور بھی عتاق کے عموم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ **هذا ما أفاده استاذی و شیخی حفظه الله**

(۴) توبہ واستغفار:

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اس موقع پر اللہ تعالی کی جناب میں اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرنا چاہیئے، گناہوں پر اپنے دل میں ندامت پیدا کرنی چاہیئے اور اللہ تعالی کو ناراض کرنے والے کاموں کو ترک کرنے کا عزم کر کے گناہوں کو ترک کر دینا چاہیئے اور خصوصا عذاب قبر سے پناہ مانگنی چاہیئے؛ اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت سے قبر کے عذاب سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۴ میں گذرا۔اس موقع پر خصوصیت سے عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس کی وجہ ابن منیر رحمہ اللہ سے ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں نقل کی ہے۔ملاحظہ ہو:

قال ابن منير ؒ في الحاشية : مناسبة التعوذ عند الكسوف أن ظلمة النهار بالكسوف تشابه ظلمة القبر وإن كان نهاراً والشيء بالشيء يذكر فيخاف من هذا كما

يخاف من هذا فيحصل الاتعاظ بهذا في التمسك بما ينجي من غائلة الآخرة.

(ابن منیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ گرہن کے موقع پر تعوذ کی مناسبت یہ ہے کہ گرہن کی وجہ سے دن میں اندھیرا قبر کی ظلمت واندھیرے کی طرح ہوجاتا ہے اور ایک چیز دوسری چیز کی یاد کا سبب بنتی ہے، پس بندہ اس سے خوف کھانے لگتا ہے جس طرح وہ قبر سے خوف کھاتا ہے، پس وہ آخرت کی ہولناکیوں سے نجات دلانے والی چیزوں کو اختیار کر کے عبرت حاصل کرتا ہے۔)

(فتح الباری: ۲/ ۶۶۴)

(۵) ذکر:

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اس موقع پر ذکر بھی کرنا چاہئے ذکر سے مراد نماز بھی ہوسکتی ہے؛ لہذا نماز پڑھنے سے یہ حاصل ہوجائے گا؛ اس لئے کہ نماز جامع الأذکار ہے اور اگر گرہن مکروہ اوقات میں لگے (جن میں نماز منع ہے) تو دعا، ذکر واذکار وغیرہ میں مصروف رہنا چاہئے۔ اس موقع پر ذکر کا حکم غالبا اس لئے دیا گیا ہے کہ کسوف وخسوف کے موقع پر مومن اللہ تعالی سے خوفزدہ ہوتا ہے اور اس کے خوف سے پریشان ہوجاتا ہے تو ذکر سے اس کی یہ پریشانی زائل ہوجاتی ہے۔

﴿أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾

(خوب سمجھ لو اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔)

(سورۃ الرعد: ۲۸)

لہذا اس موقع پر اگر نماز اور دعا سے فراغت کے بعد وقت ہو تو ذکر اللہ میں مصروف رہنا چاہیے اور اسی طرح گرہن اگر اوقات مکروہہ میں لگے تو بجائے نماز کے دعا اور ذکر میں مصروف رہنا چاہیے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(فإذارأيتم ذلك فاذكروا الله)أى بالصلاة في غير الأوقات المكروهة و بالتهليل و التسبيح و التكبير و الاستغفار وسائر الأذكار في الوقت المكروه.

(جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کو یاد کرو یعنی مکروہ وقت نہ ہو تو نماز پڑھو اور مکروہ اوقات میں کلمہ طیبہ، تسبیح، تکبیر اور استغفار اور دیگر اذکار کے ذریعہ اللہ کو یاد کرو۔)

(مرقاة : ۳ / ۵۳۱)

نماز کسوف وخسوف کے احکام

نماز کسوف وخسوف کے اکثر مسائل یکساں ہیں ،البتہ بعض مسائل میں دونوں میں کچھ فرق ہے، ہم یہاں دونوں نمازوں کے مسائل ایک ساتھ لکھتے ہیں، جہاں نماز خسوف کا حکم الگ ہوگا، ہم وہاں انشاء اللہ نشاندہی کردیں گے۔

کیا نماز کسوف وخسوف قرآن مجید سے ثابت ہے؟

سورۂ حم سجدہ کی آیت ۳۷ میں اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لاتَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾.

(اور اس کی نشانیوں میں رات دن ہیں اور سورج اور چاند ہیں ،پس تم لوگ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو اور اس خدا کو سجدہ کرو، جس نے ان کو پیدا کیا ہے، اگر تم کو خدا کی عبادت کرنا منظور ہے۔)

اس آیت کے ذیل میں علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ابن خویز منداد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت نماز کسوف وخسوف کو متضمن ہے۔

"ذکر ابن خویزمنداد أن هذه الآية تضمنت صلوٰة كسوف القمر والشمس.

(ابن خویز منداد نے ذکر کیا ہے کہ یہ آیت نماز کسوف اور کسوف

کوشامل ہے۔)

(تفسیر قرطبی: ۱۵/ ۲۳۷)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فتح الملہم شرح مسلم میں رقمطراز ہیں:

وحمل بعضهم الأمر في قوله تعالى﴿لاتسجدوا للشمس ولا للقمرواسجدوا لله الذي خلقهن﴾على صلاة الكسوف لأنه الوقت الذي يناسب الإعراض عن عبادتهما لما يظهر فيهما من التغير و النقص المنزه عنه المعبود جل وعلا سبحانه و تعالى.

(بعض حضرات نے اس آیت﴿لاتسجدوا للشمس ولا للقمر و اسجدوا لله الذي خلقهن﴾میں (سجدہ کے) حکم کو کسوف پر محمول کیا ہے؛ اس لئے کہ یہی وہ وقت ہے کہ ان دونوں (چاند سورج) کی پوجا سے اعراض کیا جائے؛ کیوں کہ ان میں تغیر اور نقص ظاہر ہوتا ہے جس سے کہ اللہ تعالی کی ذات منزہ اور پاک ہے۔)

(فتح الملهم: ۲/ ۴۵۴)

نماز کسوف وخسوف کی مشروعیت اور حکم:

نماز کسوف وخسوف کی مشروعیت قرآن، سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ عمدۃ القاری شرح بخاری میں نماز کسوف اور خسوف کی مشروعیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الأول أنه لا خلاف في مشروعية صلاة الكسوف و الخسوف وأصل مشروعيتها بالكتاب والسنة وإجماع الأمة .

أما الكتاب فقوله تعالى﴿وما نرسل بالآيات إلا تخويفا﴾و الكسوف آية من آيات الله تعالى يخوف عباده ليتركوا المعاصي ويرجعوا الى طاعة الله التي فيها فوزهم و أماالسنة فقوله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم إذارأيتم شيئاً من هذه الأفزاع فافزعوا إلى الصلاة و أما الإجماع فإن الأمة قد اجتمعت عليها من غير إنكار أحد.“

(پہلی بات یہ ہے کہ نمازکسوف اورخسوف کی مشروعیت میں کوئی اختلاف نہیں ہے،اوراس کی مشروعیت کتاب اللہ ، سنت رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اوراجماع امت سے ثابت ہے،رہی کتاب اللہ سے تووہ یہ آیت ہے﴿وما نرسل بالآيات إلا تخويفا﴾اورکسوف بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے،جس کے ذریعہ اللہ تعالی اپنے بندوں کوڈراتے ہیں؛ تاکہ گناہوں کوترک کریں اوراللہ تعالی کی اطاعت کی طرف جس میں ان کی فوزوفلاح ہے،لوٹ جائیں اورسنت سے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا یہ قول ہے کہ”جب تم ان خوف زدہ کرنے والی چیزوں کو دیکھوتو نمازکی طرف لپک پڑو۔“اور رہا اجماع توپوری امت کسی فردبشر کے اختلاف کے بغیراس پرمجتمع ہے۔)

(عمدة القارى :٥/ ٢٩٦)

جمہورائمہ کے نزدیک نمازکسوف سنت مؤکدہ ہے،بعض حنفیہ نے اس نمازکو واجب قراردیا ہے جیسے صاحبِ اسرار،اورعلامہ کاسانی رَحِمَهُ اللهُ صاحبِ بدائع الصنائع نے بھی اسی کوترجیح دی ہے۔

أنها واجبة ،وهو الأصح وقال بعض مشائخنا : إنها واجبة للأمر بها ، ونص في الأسرار على وجوبها وصرح أبو عوانة أيضا بوجوبها.

(عمدة القارى:۵/ ۲۹۶)

اورنمازخسوف حنفیہ کے نزدیک حسنہ ہے۔ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بظاہر حسنہ سے مراد مندوب ومستحب معلوم ہوتا ہے۔

وأماخسوف القمر فالصلاة فيها حسنة لما روينا عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال: إذا رأيتم من هذه الأفزاع شيئاً فافزعواالى الصلاة.

(بدائع: ۱/ ۲۳۰)

قوله:(حسنة)الظاهر أن المراد بها الندب.

(الدر المختار مع الشامی:۳/ ۷۰)

نوٹ: علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے نمازکسوف وخسوف کے قرآن سے ثبوت کے لئے سورہ اسراء کی آیت ﴿وما نرسل بالآيات إلا تخويفا﴾ پیش فرمائی ہے،مگراس سے زیادہ واضح حم سجدہ کی آیت (۳۷) ہے جیسا کہ پیچھے گذرا ۔فاحفظه

وقت

اس نماز کاوقت گرہن کی ابتداء سے گرہن کے زائل ہونے تک ہے،گرہن کسی بھی وقت لگے یہ نماز پڑھی جائے گی ،البتہ اوقاتِ مکروہ (جن میں نماز پڑھنا جائزنہیں ہے) میں نہیں پڑھی جائے گی بلکہ ان اوقات میں دعا،ذکر وغیرہ میں

مصروف رہنا چاہئے۔

وأما وقتها فهو الوقت الذي يستحب فيه سائر الصلوات دون الأوقات المكروهة ،ولأن هذه الصلاة إن كانت لها أسباب عندنا كركعتي التحية وركعتي الطواف لما نذكر في موضعه، وإن كانت واجبة فأداء الواجبات في هذه الأوقات مكروهة كسجدة التلاوة و غيرها.والله الموفق.

(بدائع الصنائع : ١ / ٦٣١)

یہ نماز سری ہے یا جہری؟

امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ، امام مالک رحمہ اللہ ،اور امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں یہ نماز سری ہے یعنی اس میں قرأت آہستہ کی جائیگی۔امام احمد، صاحبین اور امام اسحاق کے نزدیک یہ نماز جہری ہے یعنی ان کے نزدیک زور سے قرأت کی جائے گی، امام صاحب سے بھی ایک روایت یہی ہے اور ابن جریرؒ کے نزدیک دونوں جائز ہیں۔ جو حضرات جہر کے قائل ہیں، ان کی دلیل حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے۔

أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى صلوة الكسوف وجهر بالقرأة فيها.

(اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز پڑھی اوراس میں جہراقرآت کی۔)

(بخاری:۱/۱۴۵)

جمہور کی دلیل حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم صلى بهم في كسوف الشمس لا نسمع له صوتاً.

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز اس طرح پڑھائی کہ ہم نے آپ کی آواز نہیں سنی)

(ترمذی: ۱/۱۲۶، أبو داؤد: ۱/۱۶۸)

ایسے ہی بخاری و مسلم میں ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں:

"فقام قياماً طويلاً نحواً من قرأة سورة البقرة."

(سورۂ بقرہ کی قراءت کے لگ بھگ طویل قیام کیا۔)

(بخاری:۱/۴۳۱)

اس میں "نحواً" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قرأت سری تھی تبھی تو آپ ﷺ کو اندازہ لگانے کی ضرورت پڑی ورنہ پورے وثوق سے فرماتے کہ سورۂ بقرہ پڑھی، نیز حضرت لبید بن محمودؓ کی روایت سے بھی یہ حضرات استدلال کرتے ہیں۔

متأخرین حنفیہ نے مقتدیوں کے اکتا جانے کے خوف سے صاحبین کے قول کو بنیاد بنا کر نماز کسوف میں جہر کی اجازت دی ہے، اور ہمارے یہاں اسی پر عمل بھی ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے درس ترمذی میں فرمایا کہ:

"متأخرین حنفیہ نے کہا ہے کہ اگر مقتدیوں کے اکتا جانے کا

اندیشہ ہوتو صلوۃ کسوف میں بھی جہر کیا جاسکتا ہے۔واللہ اعلم“

(درس ترمذی:۲/۳۵۴)

حضرت مولانا مجیب اللہ صاحب ندوی رحمۃ اللہ اسلامی فقہ میں لکھتے ہیں:

”بہتر تو یہ ہے کہ نماز کسوف میں قراءت آہستہ کی جائے،لیکن اگر کوئی آواز سے پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔“

(اسلامی فقہ:۱/۳۰۴)

امام طحاوی رحمۃ اللہ نے نقلی دلائل کے علاوہ اس کی عقلی دلیل بھی بیان فرمائی ہے، میں حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی استاذ جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد کی ”ایضاح الطحاوی“ سے نظر طحاوی کو نقل کرتا ہوں:

”فریق اول نے یہ کہا تھا کہ صلاۃ کسوف چونکہ صلاۃ نہاریہ میں سے ہے اس لئے جہر جائز نہ ہوگا تو ہم نے غوروخوض کر کے دیکھا کہ کیا ہر صلاۃ نہاریہ میں قرأۃ بالسر لازم ہے یا نہیں،تو معلوم ہوا کہ صلاۃ نہاریہ دو قسموں ہے:۱۔وہ نماز جو روزانہ پڑھی جاتی ہے،جیسا کہ ظہر اور عصر اور دیگر سنن ونوافل۔۲۔وہ نماز جو روزانہ نہیں پڑھی جاتی ہے، بلکہ خاص ایام کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ فرائض میں سے نماز جمعہ،اور غیر فرائض میں نماز عیدین،اور یا کسی خاص عارض کی وجہ سے پڑھی جاتی ہے،جیسا کہ صلاۃ الاستسقاء جو کہ قحط اور خشک سالی کی وجہ سے پڑی جاتی ہے،اب اس میں اصول کلی یہ ہوگا کہ جو نماز روزانہ پڑھی جاتی ہے،اور کسی خاص یوم کے ساتھ مخصوص نہیں ہے،اور نہ ہی کسی خاص عارض کی وجہ سے پڑھی جاتی ہے،تو ایسی صلاۃ نہاریہ میں جہر مشروع نہیں ہے،جیسا کہ ظہر وعصر

وغیرہ ہیں، اور ان کی سنتیں۔ اور جو صلاۃ نہاریہ روانہ نہیں پڑھی جاتی ہے، بلکہ کسی خاص یوم کے ساتھ مخصوص، جیسا کہ نماز جمعہ اور عیدین یا کسی خاص عارض کی وجہ سے پڑھی جاتی ہے جیسا کہ صلاۃ الاستسقاء تو ایسی صلاۃ نہاریہ میں جہر لازم ہوتا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ صلاۃ الکسوف کس کے مشابہ ہے، تو ظاہر ہے کہ صلاۃ الکسوف موخر الذکر صلاۃ نہاریہ یعنی جمعہ اور عیدین اور استسقاء کے مشابہ ہے، اور ان سب نمازوں میں جہر لازم ہے، تو صلاۃ الکسوف میں بھی لازم ہوگا جیسا کہ صلاۃ العیدین اور صلاۃ الاستسقاء جو غیر فرض ہیں، اسی طرح صلاۃ الکسوف بھی غیر فرض ہے، اور خاص عارض کی وجہ سے پڑھی جاتی ہے، تو اس میں بھی جہر لازم ہوگا، یہی حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کا قول ہے۔"

(ایضاح الطحاوی: ۲/۳۱۴، ۳۱۵)

کیا اس نماز میں متعدد رکوع ہیں؟

احناف کے نزدیک یہ نماز عام نمازوں کی طرح ہے؛ چنانچہ ان کے نزدیک اس نماز کی ہر رکعت ایک رکوع سے ادا کی جائے گی جیسا کہ عام نمازیں ادا کی جاتی ہیں، دیگر ائمہ کے نزدیک اس نماز کی ہر رکعت دو رکوع کے ساتھ ادا کی جائیگی۔ ائمہ ثلاثہ کی دلیل حضرت عائشہ، حضرت اسماء، حضرت ابن عباس، حضرت عمرو بن العاص اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایات ہیں، جو صحاح میں مذکور ہیں، ان روایات میں دو رکوع کی صراحت موجود ہے۔

حنفیہ کا استدلال درجہ ذیل روایات سے ہے:

(۱)حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: خسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرج يجر ردائه حتى انتهى إلى المسجد وثاب إليه الناس فصلى بهم ركعتين .

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہوا، تو آپ چادر گھسیٹتے ہوئے باہر نکلے اور مسجد میں داخل ہوئے اور لوگ بھی آپ کی طرف متوجہ ہو گئے، آپ نے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی۔اور نسائی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں :فصلى ركعتين كما تصلون . پس آپ نے دو رکعت نماز پڑھی جیسا کہ تم پڑھتے ہو۔)

(بخاری:۱/ ۱۴۱،نسائی:۱/ ۲۲۱)

(۲) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس میں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت بیان کی ،جس میں صرف ایک رکوع بیان کیا ہے۔

(أبوداؤد:۱/ ۱٦۸،نسائی:۱/ ۲۱۸)

(۳) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

قال إذا خسفت الشمس والقمر فصلوا كأحدث صلوة صليتموها .

(جب سورج اور چاند کو گرہن لگے، تو تم نے جو قریب ترین نماز پڑھی ہے (فجر کی نماز) اس نماز کی طرح نماز پڑھو۔)

(نسائی: ۱ / ۲۱۹)

(۴) حضرت قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فإذا رأيتم من ذلك شيئاً فصلوا كأحدث صلوٰة مكتوبة صليتموها .

(جب تم ان میں سے کوئی چیز دیکھو تو تم نے جو قریب ترین فرض نماز پڑھی ہے (یعنی فجر کی نماز) کی طرح نماز پڑھو۔)

(أبو داؤد: ۱/ ۱۶۸، نسائی: ۱/ ۲۱۹)

(۵) حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس میں انہوں نے صلوۃ کسوف وخسوف کی تفصیلات بیان کی ہیں، اس میں ایک ہی رکوع مذکور ہے۔

(آثار السنن: ۵۱۳ بحوالہ مسند احمد: ۴۳۸)

ان روایات میں پہلی، دوسری اور پانچویں روایت فعلی ہے، جن میں ان صحابہ کرام نے آپ علیہ السلام کے طریقۂ نماز کو بیان فرمایا، ان میں ایک ہی رکوع مذکور ہے۔ اور تیسری و چوتھی روایت قولی ہے یعنی اللہ کے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم قریب ترین پڑھی ہوئی فرض نماز کی طرح یہ نماز پڑھو اور ظاہر سی بات ہے کہ وہ فجر کی نماز ہے اور فجر کی نماز میں صرف ایک ہی رکوع ہے اور اگر اس نماز میں دو رکوع ہوتے تو آپ علیہ السلام فجر کی نماز کا حوالہ دینے کے بجائے اپنی پڑھائی ہوئی نماز کا حوالہ دیکر فرماتے کہ اس طرح نماز پڑھو۔

امام طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار میں نماز کی کیفیت کے سلسلہ میں پانچ مسالک نقل کرکے احناف کے دلائل کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ساری روایات ہمارے مسلک یعنی ایک رکوع ہونے پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور اکرم

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے رکوع تو ایک ہی فرمایا تھا مگر انتہائی طویل رکوع فرمایا تھا تو بعض صحابہ جو درمیان میں یا پیچھے تھے ان کو مغالطہ ہوگیا کہ آپ نے متعدد رکوع فرمائے، اس کا خلاصہ ''ایضاح الطحاوی'' سے نقل کرتا ہوں، ملاحظہ ہو:

''مذکورہ روایات جو متواتر سندوں سے مروی ہیں وہ سب مذہب ۵ (یعنی مسلک احناف) کے موافق ہیں، ان میں سے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس بات کی صراحت ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم دو رکعت نماز پڑھ کر دعا میں مصروف ہوگئے تھے، مطلب یہ ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ صلاۃ الکسوف میں لوگوں کا بہت بڑا مجمع تھا اور اس میں بچے اور عورتیں بھی تھیں، اور حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے قیام وقرأت اور رکوع وسجود بہت زیادہ طویل فرمائے، اور جب حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم رکوع میں تشریف لے گئے تو اس میں بہت دیر لگایا تو کافی دیر کے بعد کچھ لوگ درمیان سے سر اٹھا کر دیکھا تو حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو رکوع میں دیکھ کر دوبارہ رکوع میں چلے گئے پیچھے جو بچے اور عورتیں تھیں، انہوں نے سامنے والوں کو دیکھ کر متعدد رکوع کرلیا اور یہی سمجھا کہ حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے متعدد رکوع فرمایا ہے، تو اب حقیقت واقعہ سے وہی لوگ واقف ہیں، جو بالکل آگے تھے اور بچے اور عورتوں کو اصل واقعہ کا علم نہ ہوسکا اور اسی وجہ سے صلاۃ الکسوف کے رکوع کے سلسلہ میں اتنا بڑا اختلاف اور مختلف روایات مروی ہیں، اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ آگے کے لوگوں میں سے تھے اس لئے ان کو حضور

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی نماز کا پورا حال معلوم تھا، اور انہوں نے حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو دیکھا کہ ہر رکوع کے بعد سجدہ فرمایا ہے، یعنی ایک رکعت میں ایک رکوع فرمایا ہے، اور پیچھے والوں کو پورا حال معلوم نہ ہو سکا بلکہ درمیان کے لوگوں کے مغالطہ کو دیکھ کر اسی کو صحیح سمجھ لیا ہے، چنانچہ کسی نے دو رکوع سمجھا اور کسی نے تین رکوع اور کسی نے چار رکوع تک سمجھ لیا؛ لہذا حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت دوسروں کی روایات کے مقابلہ میں زیادہ اولی اور افضل ہوگی، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت جو فصل ثانی میں برویت حنش رَحِمَهُ اللهُ گزری ہے وہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کی روایت مذکورہ مغالطہ کے تحت داخل ہوں گی اس لئے ان سے استدلال درست نہ ہوگا۔

نیز حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں صاف طور سے اس کا ذکر موجود ہے کہ صلاۃ مکتوبہ کی طرح صلاۃ الکسوف پڑھی جائے، لہذا جس طرح مکتوبہ کی ہر ایک رکعت میں ایک رکوع ہوا کرتا ہے، اسی طرح صلاۃ الکسوف میں ہر کعت میں ایک ہی رکوع ہو سکتا ہے۔''

(ایضاح الطحاوی: ۲/۳۰۶ تا ۳۰۸)

مگر بہت سے علماء نے اس تاویل کو ناپسند کرتے ہوئے ایک اور جواب دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بلاشبہ کسوف کے موقع پر آپ علیہ السلام نے دو رکوع بلکہ اس سے زیادہ تین چار یا پانچ رکوع کئے ہیں جیسا کہ صحابہ کرام نے اپنی روایت میں بیان فرمایا ہے، ان روایات کو علامہ شوق نیمویؒ نے آثار السنن میں جمع کر دیا ہے۔ الغرض آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے متعدد رکوع اس موقع پر ثابت ہیں اس سے ہم

کو انکار نہیں ہے؛ لیکن یہ متعدد رکوع حضور ﷺ کی خصوصیت تھی، اس کا حکم امت کے لئے نہیں ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ آپ نے جب نماز کسوف پڑھائی، تو اللہ تعالی نے آپ کو جنت وجہنم کا نظارہ کروایا جیسا کہ روایات میں مذکور ہے (دیکھئے: بخاری: ۱/۱۲۹) اور اس موقع پر آپ نے غیر معمولی واقعات کا مشاہدہ فرمایا، تو آپ نے ان غیر معمولی واقعات کو دیکھ کر اللہ کے دربار میں متعدد رکوع کئے اور یہ اصل رکوع نہیں تھے بلکہ رکوعات تخشع تھے؛ مگر امت کے لئے اس کا حکم نہیں ہے؛ بلکہ جیسا کہ پیچھے گذرا آپ نے اس نماز کا جہاں حکم دیا ہے، وہاں اپنی اس نماز کی طرف اشارہ فرما کر یہ نہیں فرمایا کہ ایسی نماز پڑھو بلکہ یہ فرمایا کہ فجر کی نماز کی طرح پڑھو، آپ علیہ السلام کے اس اندازِ حکم میں صریح اشارہ موجود ہے کہ متعدد رکوع آپ کی خصوصیات میں سے ہیں؛ چنانچہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں نماز کسوف پڑھی، تو ایک ہی رکوع کے ساتھ پڑھی، ایسے ہی حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی ایک ہی رکوع کے ساتھ پڑھی ہے۔

(درس ترمذی: ۳۴۵ تا ۳۴۹)

امام طحاوی رحمہ اللہ نے ''شرح معانی الآثار'' میں اس کی عقلی دلیل یوں بیان فرمائی ہے:

''جب روایات تعدد رکوع کے سلسلہ میں مختلف ہیں کہ بعض سے تعدد کا ثبوت ہوتا ہے اور بعض میں تعدد کی نفی ہے تو ہم نے غور وفکر کر کے دیکھا کہ کس کے لئے نظیر ملتی ہے تو تمام فرض ونفل نمازوں کا مشاہدہ کر کے دیکھا کہ کوئی نماز ایسی نہیں ملتی جس میں ایک رکعت میں متعدد

رکوع ہوں بلکہ ہر رکعت میں ایک ہی رکوع ہوتا ہے، لہذا جن روایت میں صرف ایک رکوع کا ذکر موجود ہے ان کو ترجیح حاصل ہوگی، اور جس طرح ہر فرض ونفل نماز کی ہر رکعت میں ایک ہی رکوع ہوا کرتا ہے، اسی طرح صلاۃ الکسوف کی بھی ہر رکعت میں رکوع ایک ہی ہوا کرے گا۔

(ایضاح الطحاوی:۲/ ۳۱۱، ۳۱۲)

کیا اس نماز میں خطبہ مسنون ہے؟

کیا اس موقع پر خطبہ پڑھا جائیگا جیسا کہ جمعہ وعیدین کے موقع پر پڑھا جاتا ہے، تو امام اعظم، امام مالک، اور امام احمد کے نزدیک اس نماز کے بعد خطبہ نہیں پڑھا جائے گا؛ البتہ امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ اس نماز کے بعد دو خطبے پڑھے جائیں گے، امام شافعی رَحِمَہُ اللہُ کی دلیل یہ ہے کہ اللہ کے نبی علیہ السلام نے خطبہ دیا تھا، جیسا کہ اکثر احادیث میں وہ خطبہ مروی ہے، ائمہ ثلاثہ کی دلیل یہ ہے کہ اللہ کے نبی علیہ السلام نے کسوف کے موقع پر جہاں نماز، دعا، صدقہ وغیرہ کا حکم دیا ہے، وہاں خطبہ کا حکم نہیں دیا ہے اور اگر اس موقع پر خطبہ مسنون ہوتا، تو آپ علیہ السلام ضرور حکم فرماتے۔ نیز یہ نماز جہاں باجماعت پڑھنا مسنون ہے، وہیں تنہا گھر پر پڑھنے کی بھی اجازت ہے اور ظاہر ہے کہ تنہا پڑھنے کی صورت میں خطبہ نہیں ہے۔

امام شافعی رَحِمَہُ اللہُ کی دلیل کا جواب ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ نے یہ دیا ہے کہ اس موقع پر آپ علیہ السلام نے ضرور خطبہ دیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں مگر یہ خطبہ اس لئے نہیں دیا کہ اس موقع پر خطبہ مشروع تھا بلکہ ایک منکر کی تردید کے لئے دیا تھا، وہ یہ کہ لوگوں کا عقیدہ تھا کہ کسوف وخسوف کسی کی موت یا حیات کی وجہ سے پیش آتے ہیں، آپ علیہ السلام نے اس کی تردید فرمانی چاہی، جس کے لئے خطبہ دیا، اس کا بین

اور واضح ثبوت یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے خطبہ کسوف کے ختم ہو جانے کے بعد دیا ،جیسا کہ بعض صحابہ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے اور اگر یہ خطبہ نماز کسوف کے متعلق ہوتا،تو ضرور وقت کے اندر دیا جاتا جیسا کہ جمعہ وعیدین کا خطبہ دیا جاتا ہے۔

اس نماز کے لئے غسل مستحب ہے

مسئلہ(۲) جمعہ وعیدین کی طرح چونکہ اس نماز میں لوگوں کا از دحام اور اجتماع ہوتا ہے؛اس لئے علماء نے اس نماز کے لئے غسل کرنے کو مستحب قرار دیا ہے۔

یسن لمرید الصلاۃ :أن یغتسل لھا ؛ لأنھا صلاۃ تشرع لھا الاجتماع .

(الموسوعة الفقهية:۲۷ / ۲۵۴، حاشية الطحطاوی: ۱۰۹)

اذان واقامت نہیں

مسئلہ(۲) اس نماز میں بھی عیدین کی طرح اذان واقامت نہیں ہے؛ اس لئے کہ اذان سے اشتباہ ہوسکتا ہے کہ کسی فرض نماز کی اذان ہو رہی ہے۔البتہ لوگوں کو اطلاع اور اکھٹا کرنے کے لئے اعلان کیا جاسکتا ہے۔جیسے ’’الصلوۃ جامعۃ‘‘ وغیرہ الفاظ سے؛چنانچہ نبی کریم صَلَّیٰ اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کے دور میں جب کسوف ہوا تھا ’’الصلوۃ جامعۃ‘‘ کے الفاظ سے اعلان کروایا تھا۔

وینادی الصلاۃ جامعة لیجتمعوا.

(الدر المختار مع الشامی:۳/۶۸)

نماز کسوف با جماعت مستحب ہے

مسئلہ(۳) یہ نماز جماعت سے ادا کی جائے گی؛ چنانچہ فقہاء نے اس نماز کو

جماعت سے ادا کرنا مستحب قرار دیا ہے اور اگر امام نہ ملے تو جماعت مستحب نہیں ہے بلکہ لوگ تنہا تنہا پڑھیں گے۔

(يصلي بالناس) بيان للمستحب وهو فعلها بالجماعة :أي إذا وجد إمام الجمعة ،وإلا فلا تستحب الجماعة بل تصلي فرادیٰ.

(الدر المختار مع الشامي:۳/۶۷)

اگر امام حاضر نہ ہو تو؟

مسئلہ(۴) امام حاضر نہ ہونے کی صورت میں تنہا تنہا نماز اپنے گھروں میں پڑھیں یا مساجد میں، دونوں کی گنجائش ہے۔

(وإن لم يحضر الإمام صلى الناس فرادیٰ)في منازلهم تحرزاً للفتنة.

(شامي:۳/ ۶۹،۶۸)

(قوله:في منازلهم)هذا على ما في شرح الطحاوي أو في مساجدهم على ما في الظهيرية ،وعزاه في المحيط إلى شمس الأئمة إسمٰعيل.

(الدرالمختار مع الشامي:۳/ ۶۹)

مسئلہ(۵) امام کے نہ ہونے کی صورت میں صرف دعا میں مصروف رہیں اور نماز نہ پڑھیں، تو اس کی بھی گنجائش ہے، مگر نماز پڑھنا ہی افضل ہے؛ اس لئے اکیلے اکیلے نماز پڑھنا چاہئے۔

وإن شاء وادعوا ولم يصلوا غياثية والصلاة أفضل

سراجية كذا في الأحكام للشيخ إسماعيل.
(الدر المختار مع الشامی: ۳/ ۲۹)

کہاں پڑھی جائے؟

مسئلہ (۶) یہ نماز عیدگاہ میں یا ایسی جگہ پڑھی جائیگی، جہاں جمعہ ہوتا ہے اور اگر کسی اور جگہ ادا کر لی جائے تو بھی گنجائش ہے۔

و أما موضع الصلاة أما في خسوف القمر فيصلون في منازلهم ؛ أن السنة فيها أن يصلوا وحداناً على ما بينا وأما في كسوف الشمس فقد ذكر القاضي في شرحه "مختصر الطحاوی "أنه يصلى في الموضع الذي يصلى فيه العيد أو المسجد الجامع و لأنها من شعائر الإسلام فتؤدى في المكان المعد لإظهار الشعائر،ولواجتمعوا في موضع آخروصلوا بجماعة أجزاهم والأول أفضل لما مر.
(بدائع: ۱/ ۱ ۶۳)

امامت کون کرے؟

مسئلہ (۷) حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک یہ نماز سلطان، قاضی یا جمعہ وعیدین کا امام پڑھائے گا یا ان کی اجازت سے کوئی اور پڑھائے گا۔

يصلي بالناس من يملك إقامة الجمعة (وعن أبي حنيفة في غير رواية الأصول :لكل إمام مسجد أن يصلي بجماعة في مسجده والصحيح ظاهر الرواية وهو أن لا يقيمها إلا الذي يصلي بالناس الجمعة.

(الدر مختار مع الشامی:۳/۶۸)

کتنی رکعتیں پڑھی جائیں؟

مسئلہ(۸)اس موقع پر اگر امام جماعت سے نماز پڑھائے تو دو رکعت افضل ہیں اور امام کے حاضر نہ ہونے کی صورت میں یا اور کسی وجہ سے تنہا پڑھیں تو چار رکعت پڑھنا افضل ہے،چار یا اس سے زیادہ پڑھنے کی صورت میں ہر دو رکعت ایک سلام سے یا ہر چار رکعت ایک سلام سے پڑھیں،دونوں کی گنجائش ہے۔

في الدر المختار :(ركعتين)بيان لأقلها وإن شاء أربعاً أو أكثر،كل ركعتين بتسليمة أو كل أربع.وفي الشامي (وإن شاء أربعا أو أكثرالخ)هذا غير ظاهر الرواية ، وظاهر الرواية هو الركعتان ثم الدعاء إلى أن تنجلي.شرح المنية. قلت:نعم في المعراج وغيره :لولم يقمها الإمام صلى الناس فرادى ركعتين أو أربعا،وذلک أفضل.

(الدر المختار مع الشامی: ۳/۶۷)

طویل قرأت کی جائے

مسئلہ(۹)اس نماز میں طویل قرأت کی جائے گی،پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ یا اس جیسی کوئی سورت ،دوسری رکعت میں سورۂ آل عمران یا اس جیسی کوئی سورت پڑھی جائے گی ،اور اگر اس کے علاوہ کوئی صورت پڑھنا چاہیں،تو اس کی بھی گنجائش ہے،بہرحال قرأت طویل ہونی چاہئے۔

(ويطيل فيها الركوع والسجود والقراء ة)نقل ذلک في الشرنبلالية عن البرهان أى لورود الأحاديث المذكورة

في الفتح وغيره بذلك.قال القهستاني :فيقرأ: أى في الركعتين مثل البقرة وآل عمران كما في التحفة ، والإطلاق دال على أنه يقرأ ما أحب فى سائر الصلاة كما فى المحيط.

(الدر المختارمع الشامی:٣/٢٨)

رکوع وسجدے بھی طویل ہوں

مسئلہ(١٠)اس نماز میں رکوع اور سجدے بھی قرأت کی طرح طویل کئے جائیں گے؛اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پرطویل رکوع اورطویل سجدے کئے ہیں، کتنے طویل کئے جائیں،اس کی کوئی تحدیدنہیں کی گئی ہے،شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ ان طویل رکوع اور سجدوں میں اذکاراوردعائیں پڑھی جاسکتی ہیں۔

و فى الدر: ويطيل فيها الركوع والسجود والقراء ة والأدعية والأذكارالذى هومن خصائص النافلة.وفى الشامى:قوله :(الذي هو من خصائص النافلة)صفة للتطويل المفهوم من قوله "ويطيل"كما يظهر من كلام البحر، وظاهره أن هذه الأدعية والأذكار يأتى بها في نفس الصلاة غير الأدعية التي يأتى بها بعد الصلاة ،لأن الركوع والسجود لا تشرع فيهما القراء ة فلم يبق في تطويلهما إلا زيادة الأدعية و الأذكار من تسبيح ونحوه.تأمل.

(الدر المختار مع الشامی:٣/٢٨)

افضل طریقہ

مسئلہ(۱۱)افضل طریقہ یہ ہے کہ طویل قرأت کریں، پھر دعا میں مصروف رہیں ، یہاں تک کہ گرہن ختم ہوجائے اور اگر مختصر قرأت کرکے دعا میں مصروف رہیں تو یہ بھی صحیح ہے؛ الغرض گرہن کے لگنے سے ختم ہونے تک نماز یا دعا میں مصروف رہنا چاہئے۔

ویجوز تطویل القراء ۃ وتخفیف الدعاء وتطویل الدعاء وتخفیف القراء ۃ فإذا خفف أحدھا طول الآخر لأن المستحب أن یبقی علی الخشوع والخوف إلی انجلاء الشمس فأی ذلک فعل فقد وجد.

(الجوھرۃ النیرۃ:۱/۱۳۸)

دعا کا طریقہ

مسئلہ(۱۲)نماز پڑھنے کے بعد دعا کریں ،نہ کہ نماز سے پہلے ،دعا کی صورت یہ ہوگی کہ نماز کے بعد امام قبلہ رخ بیٹھ کر دعا کرے اور تمام مقتدی آمین کہتے رہیں یا امام لوگوں کی جانب رخ کرکے کھڑے ہوکر دعا کرے اور مقتدی آمین آمین کہتے رہیں ،ان دونوں طریقوں میں دوسرا طریقہ افضل ہے؛اس لئے کہ جب امام کو لوگ اپنے ہاتھ اٹھائے اللہ تعالی کے دربار میں گڑگڑاتے دیکھیں گے،تو ان پر بھی رقت طاری ہوگی اور استحضار پیدا ہوگا۔اور کھڑے ہونے کی صورت میں بہتر ہے کہ امام عصا یا کسی اور چیز کا سہارا لے کر کھڑا ہو،یاد رہنا چاہئے کہ اس موقع پر دعا کے لئے ممبر پر نہیں چڑھنا چاہئے بلکہ نیچے ہی کھڑے ہوکر دعا کریں۔

ثم یدعو الإمام لأن السنة تأخیرہ عن الصلاۃ جالساً

مستقبل القبلة إن شاء أو يدعو قائماً مستقبل الناس . قال شمس الأئمة الحلواني وهو أحسن من استقبال القبلة ولواعتمد قائماً على عصا أو قوس كان أيضا حسناً ولا يصعد المنبر للدعاء ولايخرج .

(حاشية الطحطاوی: ۵۴۶)

مکروہ اوقات میں نماز نہیں

مسئلہ (۱۳) نماز پڑھ کر دعا میں مصروف رہنا اس وقت ہے جب کہ گرہن مکروہ اوقات میں نہ لگے اور اگر گرہن مکروہ اوقات میں لگے جن میں نماز پڑھنا منع ہے، تو ایسے وقت نماز نہیں پڑھی جائے گی، بلکہ صرف دعا، ذکر وغیرہ میں مشغول رہا جائے گا۔

أفاد شارح المشكوة أن محل هذا إذا كان في غير وقت كراهةوإلا اقتصر على الدعاء فقط.

(حاشية الطحطاوی: ۵۴۶)

(فإذا رأيتم ذلک فاذكروا الله)أی بالصلاة في غير الأوقات المكروهة و بالتهليل و التسبيح و التكبير والاسغفار وسائر الأذكار وفي الوقت المكروه.

(مرقاة المفاتيح :۳ / ۵۳۱)

اس نماز کی قضاء نہیں

مسئلہ (۱۴) اگر کسی وجہ سے یہ نماز گرہن ختم ہونے سے پہلے نہیں پڑھی گئی، تو

اس کی قضاء نہیں کی جائیگی۔

فلو انجلت لم تصل بعده.

(الجوهرة النيرة : ۱/ ۱۳۸، الدر المختار مع الشامی: ۳/ ۶۷)

ان صورتوں میں نماز پڑھی جائے گی

مسئلہ (۱۵) گرہن لگ کر ختم ہونا شروع ہوگیا اور پوری طرح سے ابھی ختم نہیں ہوا تو اس وقت بھی نماز شروع کی جاسکتی ہے۔

وإذا تجلى بعضها جاز ابتداء الصلاة .

(الجوهرة النيرة: ۱/ ۱۳۸، الدر المختار مع الشامی: ۳/ ۶۷)

مسئلہ (۱۶) گرہن لگا اور بادل یا اور کوئی چیز حائل ہوگئی اور گرہن نظر نہیں آرہا ہے اور ختم ہوجانے کا شبہ ہو تب بھی نماز پڑھی جائیگی؛ اس لئے کہ اصل اس کا باقی رہنا ہی ہے اور اگر بادل ہو اور گرہن لگنے کا گمان ہو تو ایسی صورت میں نماز نہیں پڑھی جائیگی جب تک کے یقین نہ ہوجائے۔

وإن سترها سحاب أو حائل صلى لأن الأصل بقاؤه.

(الجوهرة النيرة: ۱/ ۱۳۸، الدر المختار مع الشامی: ۳/ ۶۷)

مغرب تک بھی گرہن ختم نہ ہو تو؟

مسئلہ (۱۷) گرہن لگا اور مغرب تک بھی نہیں ختم ہوا اور اسی حالت میں غروب ہوگیا تو دعا روک کر نماز مغرب پڑھی جائیگی۔

وان غربت كاسفة أمسك عن الدعاء وصلى المغرب.

(الجوهرة النيرة: ۱/ ۱۳۸، الدر المختار مع الشامی: ۳/ ۶۷)

اس نماز پر نماز جنازہ مقدم ہے

مسئلہ(۱۸) اگر کسوف اور جنازہ جمع ہوجائیں یعنی کسوف کے وقت جنازہ حاضر ہوتو پہلے نماز جنازہ پڑھی جائے گی پھر نماز کسوف؛ اس لئے کہ نماز جنازہ فرض ہے اور یہ سنت اور کبھی میت کے متغیر ہونے کا بھی خدشہ رہتا ہے۔

و إن اجتمع الكسوف والجنازة بدیء بالجنازة لأنها فرض وقد يخشى على الميت التغير.

(الجوهرة النيرة: ١ /١٣٨)

نماز خسوف تنہا پڑھی جائے گی

مسئلہ(۱۹) نماز خسوف (چاند گرہن کی نماز) گھروں میں تنہا تنہا پڑھی جائیگی؛ اس لئے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے دور میں کئی مرتبہ چاند گرہن ہوا، مگر آپ نے نماز کے لئے لوگوں کو جمع نہیں کیا اور جو ثبوت ہے تو وہ محض نماز کا ہے نہ کہ جماعت کا؛ الغرض اس نماز میں جماعت ثابت نہیں ہے۔

وهي لا تصلى بجماعة عندنا.

(بدائع: ١ /٦٣٠)

البتہ اگر کوئی جماعت کرلے تو جائز ہے اور جماعت کرنے کی صورت میں قرأت میں جہر کیا جائیگا۔

وقيل الجماعة جائزة عندنا لكنها ليست بسنة.

(الدر المختار مع الشامی: ٣/ ٦٩)

یہ نماز عورتوں کے لئے بھی سنت ہے

مسئلہ(۲۰) یہ نماز جہاں مردوں کے لئے سنت ہے، وہیں عورتوں کے لئے بھی مسنون ہے؛ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا وغیرہ صحابیات نے بھی یہ نماز پڑھی ہے؛ لہذا عورتوں کو چاہئے کہ اپنے گھروں میں تنہا تنہا یہ نماز پڑھیں اور پھر گرہن کے چھٹنے تک دعا میں مصروف رہیں۔

والنساء يصلينها فرادى كما في الأحكام عن البرجندى.

(الدر المختار مع الشامی: ۳/ ۶۹،حاشية الطحطاوی: ۵۴۵)

جب بھی کوئی حادثہ پیش آئے تو نماز مستحب ہے

مسئلہ(۲۱) کسوف وخسوف کے علاوہ بھی جب بھی کوئی حادثہ پیش آئے جیسے تیز ہوائیں چلیں، زلزلے ہوں، اندھیرا ہوجائے، لگاتار بارش ہونے لگے، تو اس وقت بھی نماز پڑھنا مستحب ہے؛ چنانچہ حضرت ابن عباس نے بصرہ میں زلزلہ آیا تو نماز پڑھی ہے اور یہ نمازیں بغیر جماعت کے تنہا تنہا پڑھی جائیں گی۔

وكذا تستحب الصلاة في كل فزع كالريح الشديدة والزلزلة والظلمة والمطر الدائم لكونها من الأفزاع والأهوال وقد روي عن ابن عباس رضی اللہ عنہ أنه صلى للزلزلة بالبصرة.

(بدائع: ۱/ ۲۳۱)

کسوف و خسوف سے متعلق چندفتاوی

سورج گرہن اور حاملہ عورت

سوال: ہمارے معاشرے میں یہ بات بہت مشہور ہے اور اکثر لوگ اسے صحیح سمجھتے ہیں کہ جب چاند یا سورج کو گرہن لگتا ہے تو حاملہ عورت یا اس کا خاوند اس دن یا رات کو آرام کے سوا کوئی کام نہ کرے، مثلا اگر خاوند دن کو لکڑیاں کاٹے یا رات کو وہ الٹا سو جائے، تو جب بچہ پیدا ہوگا تو اس کا کوئی نہ کوئی حصہ کٹا ہوا ہوگا یا وہ لنگڑا ہوگا یا اس کا ہاتھ نہیں ہوگا وغیرہ۔قرآن وحدیث کی روشنی مین اس کا جواب عنایت فرمائیں، اور یہ بھی بتائیں کہ اس دن یا رات کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: حدیث میں اس موقع پر صدقہ وخیرات، توبہ واستغفار، نماز اور دعا کا حکم ہے۔دوسرے باتوں کا ذکر نہیں اس لئے؛ ان کو شرعی چیز سمجھ کر نہ کیا جائے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۸/ ۱۲۵)

سورج وچاند گرہن کے وقت حاملہ جانوروں کے گلے سے رسیاں نکالنا

سوال: چاند وسورج گہن کی کتاب وسنت کی نظر میں کیا حقیقت ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ یہ درست ہے کہ غلط کہ جب

سورج وچاند کو گرہن لگتا ہے تو حاملہ گائے ،بھینس ،بکری اور دیگر جانداروں کے گلے سے رسے یا سنگل کھول دینا چاہئے یا یہ صرف توہمات ہی ہیں؟

جواب: چاند گرہن اور سورج گرہن کو حدیث پاک میں قدرتِ خداوندی کے ایسے نشان فرمایا گیا ہے، جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرانا چاہتے ہیں اور اس موقع پر نماز صدقہ، خیرت اور توبہ واستغفار کا حکم دیا گیا ہے، باقی سوال میں جس رسم کا تذکرہ ہے اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ۔ ہمارے خیال میں یہ توہم پرستی ہے جو ہندو معاشرے سے ہمارے یہاں منتقل ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

(آپ کے مسائل اوران کا حل: ۸/ ۱۲۵)

کسوف وخسوف کے وقت کھانے پینے کا حکم

سوال: چاند گرہن یا سورج گرہن کے وقت کھانا کھانا اور کوئی کام سوائے نماز وغیرہ کے کرنا جائز ہے یا نہیں؟ إذا رأیتم شیئاً من هذه الأهوال فافزعوا إلى الصلوة. میں امر وجوب کے لئے ہے یا ندب کے واسطے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: ”فافزعوا إلى الصلوة “ میں امر ندب کے لئے ہے، اکل وشرب بحالتِ کسوف مباح ہے؛ البتہ بہت بھوکا نہ ہو تو ترکِ اکل اولیٰ ہے؛ لأنه ينافي الفزع المندوب. واللہ اعلم فقط۔

(امداد الاحکام: ۲/ ۴۱۹)

حکیم الامت رحمہ اللہ اغلاط العوام میں لکھتے ہیں:

’’مشہور ہے کہ چاند وسورج کے گہنے کہ وقت کھانا پینا منع ہے، سو اس کی کوئی اصل نہیں، البتہ وہ وقت توجہ الی اللہ کا ہے؛ اس وجہ سے کھانے پینے کا شغل ترک کر دینا اور بات ہے، رہا یہ کہ دنیا کہ تمام کاروبار بلکہ گناہ تک کرتا رہے اور صرف کھانا پینا چھوڑ دے یہ شریعت کو بدل ڈالنا اور بدعت ہے۔‘‘

(اغلاط العوام:۱۸۹)

تمت بعون الله الملك والوهاب

والحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات وصلى الله تعالى على خيرخلقه سيدنامحمد وعلى اله وأصحابه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

محمد خالد خان قاسمی عرف جاوید حامراج نگری

خادم تدریس جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور

بروز پیر، ۲۹ر جمادی الأ خری ر۱۴۳۱